فرق ما بیننا وبین المشرکین العمائم علی القلانس

ہمارے اور مشرکوں کے مابین فرق ٹوپیوں پر عمامہ باندھنا ہے

ابوداؤد



فضائل دستار

رسالتان فی فضائل عمامہ

عمامہ شریف کے فضائل و مسائل پر مشتمل دو اہم رسائل

ملا علی بن سلطان القاری علیہ الرحمۃ الباری

مولانا علی محمد البلخی دام ظلہ

ترجمہ تخریج تحقیق علامہ محمد شہزاد مجددی سیفی

دائرۃ الاخلاص لاہور

خذوا زینتکم عند کل مسجد٥ (الاعراف:۳۱)

ہر نماز کے وقت زینت اختیار کرو

المقالة العذبة

ملا علی بن سلطان القاری حنفی رحمہ اللہ

(المتوفی: ۱۰۱۴ھ)

فضائل دستار

(فارسی)

علامہ ابوالاسفار علی محمد بلخی سیفی دام ظلہ

ترجمہ وتخریج:

علامہ محمد شہزاد مجددی سیفی

دار الاخلاص، لاہور

بسمہٖ تعالیٰ

نام کتاب	المقالۃ العذبۃ فی العمامۃ والعذبۃ
تالیف	ملا علی بن سلطان القاری الحنفی
تخریج وترجمہ:	علامہ محمد شہزاد مجددی
تاریخ طباعت:	شعبان ۱۴۳۳ھ / جولائی 2012
صفحات:	80/
قیمت:	70-00/ روپے

دار الاخلاص

۴۹۔ ریلوے روڈ، لاہور، پاکستان

042-7234068

Emai:msmujaddidi@yahoo.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باسمہ وحمدہ تعالیٰ والصلوٰۃ والسلام علیٰ حبیبہ امابعد!

الحمدللّٰہ الذی خلق الخلق خاصة وعامة وهداهم الى المحجة بالحجة التامة والصلوٰة والسلام علیٰ مظلّل بالغمامة والمنزل لاعانته الملائكة مسوّمين بالعمامة وعلیٰ آلہٖ وصحبه اصحاب العز والكرامة: امّا بعد!

اپنے باری تعالیٰ سے عفو کا طلبگار علی بن سلطان محمد قاری (اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف فرمائے اور اس کے عیوب کی ستر پوشی فرمائے) بیان کرتا ہے کہ یہ رسالہ عمامہ اور شملے کی کمیت و کیفیت کے مسئلہ پر مشتمل ہے۔

عظمتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام و مرتبہ کا اظہار کرنے کیلئے فرمایا:

۱۔ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (آل عمران: ۳۰)

ترجمہ: اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرنا چاہتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تعالیٰ تم سے محبت فرمائے گا۔

اس آیۂ مبارکہ میں آپ کی متابعت کو صحتِ عبدیت کیلئے شرط اور اپنی محبت کا سبب قرار دیا۔

دوسرے مقام پر فرمایا:

۲۔ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُو اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ ۝ (الاحزاب:۲۱)

ترجمہ: بے شک تمہارے لئے رسول اللہ ﷺ کی ذات میں بہترین نمونہ ہے، وہ جو اللہ اور آخرت کا امیدوار ہے۔

افعال نبی علیہ السلام کی چار اقسام

رسول کریم ﷺ کے وہ افعالِ اختیاریہ جو آپ کے ساتھ مخصوص ہیں چار ہیں:-

۱-فرض ۲-واجب ۳-سنت ۴-مباح

ہمارے احناف علمائے اصول کی تصریح کے مطابق حضور علیہ السلام کے افعال مطہرہ جنکی اقتداء کی جاسکتی ہے اور کوئی دلیل خصوص بھی قائم نہیں اور نہ ہی ہمیں علم ہے کہ فرض-واجب-سنت یا مستحب ہیں تو انہیں سب سے کم درجہ مستحب پر محمول کیا جائے گا-

حاصل کلام

اس مقام کا حاصل وخلاصہ یہ ہے کہ اگر سہواً آپ ﷺ سے کسی فعل کا وقوع ہوا جیسے نماز عصر کی دو رکعت پر سلام پھیرنا یا آپ سے طبعاً سرزد ہوا جیسے اکل و شرب اور قیام وغیرہا یا آپ کے ساتھ وہ فعل مخصوص ہے جیسے نماز تہجد اور چاشت کا وجوب اور چار سے زائد عورتوں کے ساتھ نکاح کرنا تو ایسے افعال کی اتباع ہم پر لازم

نہیں اور جو افعال ان کے علاوہ ہیں تو ان کے بارے بعض نے کہا کہ جب تک ہمیں ان کی کیفیت معلوم نہ ہو واجب ہیں- یا فرض، سنت، مستحب وغیرہا- توقف (خاموشی) اختیار کیا جائے گا- کیونکہ فعل کی حیثیت معلوم ہونے سے قبل اس کی اتباع متحقق نہیں ہو سکتی- بعض نے وجوب کا قول کیا جب تک ممانعت کی دلیل معلوم نہ ہو

کیونکہ ربُّ العالمین کا فرمان ہے:

۳۔ اَطِیْعُوْ اللّٰہَ وَاَطِیْعُوْ الرَّسُوْلُ ٥ ترجمہ: اللہ اور رسول کی اطاعت کرو-

معتبر قول

معتمد و مستند قول یہ ہے کہ اباحت کا اعتقاد رکھا جائے کیونکہ وہ یقینی امر ہے الا یہ کہ وجوب یا ندب پر کوئی دلیل ثابت نہ ہو- واللہ اعلم بالصواب

مسئلہ عمامہ

احادیث مبارکہ وآثار صحابہ کرام وتابعین علیہم الرضوان سے تواتر بالمعنیٰ کے ساتھ ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خود عمامہ پہنا ہے-

اسی طرح آپ ﷺ نے عمامہ پہننے کی ترغیب بھی کثرت سے دلائی ہے اگرچہ ان میں سے زیادہ تر کی اسناد ضعیف ہیں مگر مجموعی طور پر درجہ حسن بلکہ درجہ صحت کو پہنچ جاتی ہیں اور عمامہ پہننے کے استحباب پر دلالت کرتی ہیں- جن میں سے چند درج ذیل ہیں:

حدیث نمبر ۱: اِعْتَمُّوْا تزدادوا حِلماً.

ترجمہ: عمامہ پہنا کرو کہ اس سے وقار میں اضافہ ہوتا ہے۔

(اسے طبرانی اور حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔)

حدیث نمبر۲: اِعْتَمُّوا خَالِفُوا الامم قبلکم (رواہ البیہقی عن خالد بن معدان مرسلاً)

ترجمہ: عمامہ پہنو پہلی قوموں کی مخالفت کرو۔

(اسے بیہقی نے حضرت خالد بن معدان (تابعی) سے بطور مرسل روایت کیا)

حدیث نمبر۳: اِعْتَمُّوا تزدادوا اِحلْمًاوَ العِمَائِمُ تِیجَانُ العَرَبْ.

(رواہ، ابن عدی والبیہقی عن اُسامہ بن عُمیر رضی اللہ عنہ)

ترجمہ: عمامہ پہنو کہ اس سے حلم میں اضافہ ہوتا ہے اور عمامہ عرب کا تاج ہیں۔

(اسے ابن عدی اور بیہقی نے اسامہ بن عمیر سے روایت کیا)

حدیث نمبر۴: اِنَّ اللّٰہَ اَکْرَمَ ھٰذِہِ الاُمَّۃ بالعِمَائم وَالاَلْوِیَۃِ

ترجمہ: بیشک اللہ تعالیٰ نے اس امت کو عمامہ اور جھنڈوں سے تکریم بخشی ہے۔

(ابن وضاح نے حضرت خالد بن معدان سے روایت کیا)

حدیث نمبر۵: لَاتَزَالُ اُمَّتِیْ عَلَی الْفِطْرَۃِ مَالَبِسُوا الْعِمَائِمَ عَلَی الْقَلَنْسُوَۃِ.

ترجمہ: میری امت ہمیشہ فطرت پر قائم رہے گی جب تک ٹوپیوں پر عمامہ پہنتے رہیں گے۔ (دیلمی نے اسے حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا)

حدیث نمبر۶: فَرْقُ مَابَیْنَنَاوَبَیْنَ الْمُشْرِکِیْنَ الْعِمَائِمُ عَلَی الْقَلَانِس۔

(رواہ ابوداؤد والترمذی عن رکانۃ)

ترجمہ: ہمارے اور مشرکین کے درمیان امتیاز ٹوپیوں پر عمامے باندھنے سے ہے

(ابوداؤد اور ترمذی نے حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا)۔

حدیث نمبر ۷: اَلْعِمَامَةُ عَلَى الْقَلَنْسُوَةِ فَصْلٌ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْمُشْرِكِيْنَ يُعْطِى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِكُلِّ كُوْرَةٍ يَدُوْرُهَا عَلٰى رَأْسِهٖ نُوْرًا○

(رواہ الماوردی عن رکانۃ)

ترجمہ: ٹوپی پر عمامہ باندھنا ہمارے اور مشرکین کے درمیان امتیاز ہے قیامت کو اللہ تعالیٰ مومنین کو ہر بل کے عوض جو اپنے سر پر عمامہ کا بل دیتا ہے نور عطا فرمائے گا۔

دوسری روایت میں ہے:

مَنِ اعْتَمَّ بِكُلِّ كَوْرَةٍ حَسَنَةٌ فَإِذَا حَطَّ فَلَهُ بِكُلِّ حَطَّةٍ حُطَّ خَطِيْئَتَهٗ○

ترجمہ: جس نے عمامہ باندھا تو اسے ہر پیچ کے عوض ایک نیکی عطا ہوگی اور ہر اس پیچ کے عوض جو اس نے کھولا ایک خطا معاف ہوگی۔

اگر یہ حدیث انتہائی ضعیف نہ ہوتی تو بڑا عمامہ باندھنے کی بہت اہم دلیل ہوتی۔

حدیث نمبر ۸: رَكْعَتَانِ بِعَمَامَةٍ خَيْرٌ مِنْ سَبْعِيْنَ رَكعةً بِلَاعِمَامَةٍ.

(رواہ الدیلمی فی مسند الفردوس عن جابر رضی اللہ عنہ)

ترجمہ: عمامہ کے ساتھ دو رکعات بغیر عمامہ کے ستر رکعات سے بہتر ہے۔

(اسے دیلمی نے مسند الفردوس میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا)

حدیث نمبر ۹: صلوٰۃ تطوع اوفریضۃ بعمامۃ تعدل خمسا وعشرین صلوٰۃ بلاعمامۃ وجمعۃ بعمامۃ تعدل خمساوعشرین جمعۃ بلاعمامۃ.

ترجمہ: ایک نمازِ نفل یا فرض عمامۃ کے ساتھ ادا کرنا بغیر پگڑی کے پچیس نمازوں کے برابر ہے اور پگڑی کے ساتھ ایک جمعہ بغیر پگڑی پچیس جمعہ کے مساوی ہے۔

(ابن عساکر نے اسے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا)

حدیث نمبر۱۰: إِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يَسْتَغْفِرُ لِلا بسين العمائم يوم الجمعة (كذا ذكرہٗ بعضهم)

ترجمہ: بے شک اللہ اور اس کے فرشتے جمعہ کے روز دستار پہننے والوں کے لئے مغفرت چاہیے۔

حدیث نمبر۱۱: إِنَّ اللّٰـهَ وَمَلَائِكَتَهُ يصلّون على اصحاب العمائم يوم الجمعة (مرا ذكرہ بعضهم)

ترجمہ: بے شک اللہ اور اس کے فرشتے جمعہ کے روز دستار پہننے والوں پر صلوٰۃ بھیجتے ہیں۔ (یعنی اللہ تعالیٰ رحمت فرماتا ہے اور فرشتے بخشش کی دعا مانگتے ہیں)

حدیث نمبر۱۲: العمائم وقار المومن وعز للعرب اذا وضعت العرب عمائمها وضعت عزها. (رواه الديلمى عن عمران بن حصين رضى الله عنه)

ترجمہ: دستار مومن کا وقار اور عرب کی عزت ہے۔ جب لوگ دستاریں اتار دیں گے تو اپنی عزت گنوا بیٹھیں گے۔

(اسے دیلمی نے عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت کیا)

حدیث نمبر۱۳: العمائم تيجان العرب والاحتباء حيطانها وجلوس المومن فى المسجد رباط۔ (رواه القضاعى والديلمى عن على رضى الله عنه)

ترجمہ: عمامے عرب کا تاج ہیں۔ (کپڑے یا ہاتھ سے) کمر اور گھٹنوں کے گرد حلقہ بنا کر بیٹھنا تکیہ اور مسجد میں بیٹھنا اسلامی سرحد پر پہرہ دینے کی طرح ہے۔

(اسے قضاعی اور دیلمی نے حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ سے روایت کیا ہے)

حدیث نمبر۱۴: ان العمائم تيجان المسلمين۔ (رواه ابن عدى عن على رضى الله عنه)

ترجمہ: بیشک دستاریں مسلمانوں کا تاج ہیں۔

(ابن عدی نے اسے حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ سے روایت کیا ہے۔

حدیث نمبر ۱۵: انہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمُ کان یلبس القلانس تحت العمائم وبغیر العمائم، ویلبس العمائم بغیر قلانس، وکان یلبس القلانس الیمانیہ وھن البیض المضوبۃ ویلبس ذوات الآذان فی الحرب وکان ربمانزع قلنسوتہ فجعلھا سترۃ بین یدیہ○

ترجمہ: رسول اکرم ﷺ عمامہ کے نیچے اور بغیر عمامہ ٹوپی پہنا کرتے تھے، اور بغیر ٹوپی کے بھی عمامہ پہنا کرتے تھے، آنحضرت ﷺ یمنی ٹوپیاں پہنتے تھے جو سفید رنگ کی سر سے ملی ہوئی تھیں اور جنگ میں کنٹوپ پہنتے تھے اور کبھی ٹوپی اتار کر اسے اپنے آگے سترہ بنا لیتے تھے۔

البتہ یہ حدیث: کہ یہود کی مخالفت کرتے ہوئے عمامہ نہ پہنو کیونکہ عمامہ پہننا اہل کتاب کا طریقہ ہے۔) اور دوسری حدیث ''بہرے عمامہ سے میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں''۔ امام حافظ جلال الدین سیوطی رحمہٗ اللہ نے فرمایا کہ ان دونوں احادیث کی کوئی اصل نہیں۔

عمامہ کی لمبائی

حفاظِ حدیث کی ایک جماعت نے کہا کہ رسول اکرم ﷺ کے عمامہ شریف کی لمبائی اور چوڑائی کے متعلق کوئی معلومات ہمیں نہیں ملیں، اسی وجہ سے حافظ عبدالغنی سے جب دریافت کیا گیا تو انہوں نے اس کے بارے میں کوئی وضاحت

نہیں کی۔بعض متاخرین حفاظ نے کہا کہ میں نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منسوب لکھا دیکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سفر میں سفید اور حضر میں اون کا سیاہ عمامہ استعمال فرماتے تھے اور اس کی لمبائی سات گز اور چوڑائی ایک گز تھی اور اس کا شملہ سفر میں عمامہ کے علاوہ کپڑے کا ہوتا تھا اور حضر میں اسی یعنی عمامہ کا۔اس سے متعلق اتنا ہی ہمیں معلوم ہوسکا۔(انتہی)

معلوم ہوا کہ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے منقول اس قول کی کوئی اصل نہیں اگرچہ صاحب ''مدخل'' (ابن الحاج مالکی) نے اس کی تقلید کی ہے کہ سفر میں سفید اور حضر میں سیاہ ہو۔

میں (ملاعلی قاری) کہتا ہوں کہ حقیقت اس کے برعکس ہے کیوں کہ (ترمذی کی) حدیث شریف میں ہے کہ جب رسول اکرم ﷺ فتح کے موقع پر مکہ میں داخل ہوئے تو آپ کے سر اقدس پر سیاہ عمامہ تھا بعض نے کہا حقیقۃً سیاہ تھا بعض نے کہا لوہے کا جو خود سر پر تھا اس کی وجہ سے سیاہ ہو گیا تھا کیونکہ وہ عمامہ کے اوپر تھا اور بعض نے کہا میلا ہونے کی وجہ سے سیاہ نظر آرہا تھا یا آپ کے سر پر بکثرت تیل لگانے کی وجہ سے جیسے کہ دوسری روایت میں ہے اور گرد وغبار یا تیل کی وجہ سے، (سیاہ لگتا تھا) ''شرح کنز الدقائق ا''مام زیلعی، میں ہے کہ ہمارے بعض علماء حدیث شریف پر عمل کرتے ہوئے سیاہ پہنتے تھے۔

دیگر علماء میں سے کچھ نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ سیاہ لباس پہننا جائز ہے اگرچہ سفید افضل ہے جیسا کہ صحیح حدیث میں ہے۔

خیرُ ثیابکم البیض ٥ تمہارا بہترین لباس سفید ہے۔

محدثین نے کہا کہ آپ ﷺ نے بیان جواز کیلئے سیاہ عمامہ پہنا جیسا کہ امام نووی نے شرح مسلم میں بیان کیا ہے اور ''روضہ'' میں مذکور ہے کہ آپ نے صرف فتح مکہ کے موقع پر سیاہ عمامہ پہنا۔

باقی رہا عمامہ کا طول وعرض تو اس کے متعلق سید جمال الدین محدث نے اپنی کتاب ''روضۃ الاحباب'' میں بیان کیا ہے۔ احادیث وسیرت کی کتب میں اس کی تصریح نہیں ملتی۔

لیکن ہمارے علمائے حنفیہ نے ذکر کیا ہے کہ جو عمامہ آپ ہمیشہ زیب سر رکھتے تھے وہ سات گز کا تھا، جمعہ اور عیدین کے موقع پر بارہ گز کا تھا اس کی تائید امام جزری کے قول سے ملتی ہے جو انہوں نے ''تصحیح المصابیح'' میں بیان کیا ہے کہ میں نے کتب تاریخ وسیر کا مطالعہ کیا کہ معلوم کر سکوں کہ آپ ﷺ کے عمامہ کی مقدار کیا تھی مگر معلوم نہ ہو سکا حتی کہ میرے بڑے معتمد اور ثقہ ساتھی نے بیان کیا کہ امام محی الدین نووی نے ذکر کیا ہے کہ آپ کا عمامہ چھوٹا اور بڑا دو طرح کا تھا، چھوٹا سات گز کا اور بڑا بارہ گز کا ہوتا تھا۔

اس مذکورہ کلام سے معلوم ہوا کہ طول وعرض کے معاملہ میں ایسا کوئی کلام نہیں جس پر اعتماد کیا جا سکے لہذا عمامہ کی لمبائی اپنے رہائشی علاقہ کے علماء کی غالب اکثریت کی عادت کے مطابق رکھنی چاہیے۔

حضور علیہ السلام کا عمامہ میانہ تھا

اس مذکورہ بالا کلام سے اجمالی طور پر یہ بھی معلوم ہو گیا کہ آپ ﷺ کا

عمامہ نہ اتنا بڑا تھا کہ سر مبارک کو تکلیف دے اور اس کا باندھنا اور سنبھالنا تکلیف دہ ہو جیسا کہ ہمارے اصحاب کے احوال سے مشاہدہ کیا جاسکتا ہے۔ اور نہ اتنا چھوٹا تھا کہ گرمی، سردی سے سر کی حفاظت نہ کر سکے، بلکہ اس کے مابین تھا۔

فضائل عمامہ کا مأخذ

عمامہ پہننے کے متعلق جو فضائل بیان ہوئے ہیں ان کا مأخذ یہ آیت کریمہ ہے:

خذوا زينتكم عند كل مسجد٥ (الاعراف:۳۱)

ہر نماز کے وقت زینت اختیار کرو۔

صرف ٹوپی پہننے کی وجہ

یہ جو روایت میں آتا ہے کہ آپ کبھی کبھی صرف ٹوپی زیب سر فرماتے، گرمی کی وجہ سے یا گھر میں آرام کرتے وقت یا اپنے اصحاب میں بیٹھتے وقت، ایسا بیان جواز کے لئے کیا یا حالتِ نماز کے علاوہ یا نفلی نماز کے وقت۔ یہ امام غزالی کے کلام کا خلاصہ ہے جیسا کہ انہوں نے فرمایا: گرمی کے سبب نماز سے پہلے عمامہ اتارنے میں کوئی قباحت نہیں۔

نماز کے وقت عمامہ اتارنا سخت مکروہ ہے

آج کل کے فقہاء یوں کرتے ہیں، بڑے بڑے عمامے باندھ کر مسجد میں آتے ہیں پھر مسجد میں عمامے اُتار کر چھوٹے رومال یا بغیر عمامہ کے نماز پڑھتے ہیں یہ عمل شدید مکروہ ہے۔

رومال باندھنے کا حکم

افسوس! کہ (بعض علماء) کندھوں پر رکھنے والے رومال کو عمامہ کی طرح سر پر باندھ کر نماز پڑھتے ہیں- ظاہر حدیث اور لغت کے مطابق عمامہ کا ثواب مل جائے گا اگرچہ عرفِ عام میں معتبر نہیں-

عمامہ باندھنا مستحب ہے

''شرح شرعۃ الاسلام'' کے باب صلوٰۃ الجمعۃ میں امام کا قول درج ہے کہ آج کل عمامہ مستحب ہے-

۱۶- عن واثلۃ بن الاسقع ان رسول اللہ ﷺ قال ان الملائکۃ یصلون علی اصحاب العمائم یوم الجمعۃ-

ترجمہ: حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک فرشتے جمعہ کے دن عمامہ باندھنے والوں پر درود بھیجتے ہیں-

۱۷- جمعۃ بعمامۃ افضل من سبعین صلوٰۃ بلاعمامۃ.

ترجمہ: عمامہ کے ساتھ ایک جمعہ پڑھنا بغیر عمامہ کے ستر جمعہ سے افضل ہے-

شدت گرمی کی وجہ سے نماز سے یا بعد میں عمامہ اتارنے میں کوئی قباحت نہیں لیکن نماز جمعہ کیلئے جاتے ہوئے- دورانِ نماز- امام کے خطبہ کیلئے منبر پر چڑھتے وقت اور حالتِ خطبہ میں نہ اتارے-

ترمذی شریف میں ہے:

۱۸- عن ابی کبشۃ الانماری قال: کانت کمام اصحاب النبی

صلی اللہ علیہ وسلم بطحاء وفی روایۃ اکمۃ .

ابو کبشہ انماری سے روایت ہے: صحابہ کرام کی ٹوپیاں سروں پر متصل تھیں اور ایک روایت میں کمام کی بجائے اکمۃ ہے- دونوں جمع ہیں، کثرت اور قلت کے لیے آتے ہیں- اس ٹوپی کو کہتے ہیں جو سر سے متصل ہو اور کھڑی نہ ہو- (اٹھی ہوئی نہ ہو)

۱۹- عن عائشۃ رضی اللہ عنہا ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کانت لہٗ کُمّۃً بیضا (رواہ الدار قطنی)

ترجمہ: ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ٹوپی سفید تھی- (اسے امام دارقطنی نے روایت کیا ہے)

بعض علماء کو وہم ہوا کہ کمام کی جمع الکُمّ ضمہ کے ساتھ ہے، ایسا نہیں ہے-

لمبی ٹوپی خلاف سنت ہے

بعض یمنی مشائخ سروں پر صرف لمبی لمبی ٹوپیاں رکھتے ہیں یہ خلافِ سنت متواترہ اور مشائخ کے طریقہ کے خلاف ہے-

ٹوپی میں غلافِ کعبہ کا پارچہ رکھنا بھی قبیح ہے

اور بعض تو غلافِ کعبہ کا ایک پارچہ لے کر ٹوپی میں سلائی کر لیتے ہیں یہ باتفاق علماء حرام ہے کیونکہ (۱) غلاف ریشم کا ہوتا ہے جس کا پہننا مردوں پر حرام ہے- (۲) غلاف کی ملکیت کی صحت میں بھی اختلاف ہے-

آئینہ یا پانی میں دیکھ کر عمامہ درست کرنا سنت ہے

جسم اور لباس کی خوبصورتی کے حوالے سے اچھی وضع قطع کے باب میں منقول ہے کہ: اَنَّهٗ علیہ وسلم کان اذا اراد الخروج علی اصحابه نظر فی الماء وسوّیٰ عمامته وشعره فقالت له عائشة رضی الله عنها اَوَ تفعل ذالک فقال نعم ان اللّٰه تعالیٰ یحب للعبد ان یتزین لاخوانهٗ اذا خرج علیهم.

ترجمہ: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے اصحاب کے پاس تشریف لے جانا چاہتے تو پانی میں دیکھ کر اپنے عمامہ اور بالوں کو درست فرماتے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: کیا آپ بھی ایسا کرتے ہیں۔ فرمایا: ہاں، بیشک اللہ تعالیٰ اس چیز کو پسند فرماتا ہے کہ بندہ اپنے احباب کے پاس جانے کیلئے زینت اختیار کرے۔

دوسری حدیث صحیح میں ہے: اِنَّ اللّٰه جمیل یحبّ الجمال.

ترجمہ: بیشک اللہ تعالیٰ حسین ہے، حُسن و جمال کو پسند کرتا ہے۔

دوسری روایت میں ہے: اِنَّ اللّٰه نظیف یحبّ النظافة.

ترجمہ: یقیناً اللہ تعالیٰ پاک ہے اور طہارت کو پسند کرتا ہے۔

دوسری حدیث میں ہے:

عن جابر رضی اللّٰه عنه رأیٰ رجلاً علیه ثیاب وسخة فقال ما کان یجد هذا ما یغسل به. (سنن ابی داؤد: ۴/۵۱ رقم ۴۰۶۲)

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے ایک شخص کو دیکھا

جس کے کپڑے میلے تھے تو فرمایا: کیا اس کے پاس پانی نہیں جس سے اپنے کپڑے دھولے۔

ایک اور حدیث میں ہے: ان اللّٰہ یحب ان یری اثر نعمته علی عبده. (ترمذی: الادب، رقم: ۲۷۴۴)

بے شک اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے کہ اپنے بندے پر اپنی نعمت کے آثار دیکھے۔

میانہ روی محبوب ترین عمل ہے

اکثر لوگ زیب و زینت اور سادگی کے معاملہ میں افراط و تفریط کا شکار ہیں جبکہ ہر حالت میں اعتدال، میانہ روی محبوب و مطلوب اور معتبر ہے خواہ عقائد ہوں یا اعمال یا اخلاق اور اسی میں رسول کریم ﷺ کی متابعت ہے۔

حدیث شریف میں ہے: عن معاذ بن انس رضی الله عنه مرفوعاً من ترک اللباس تواضعاً للّٰه تعالیٰ وهو یقدر علیه دعاهُ اللّٰه تعالیٰ یوم القیامة علیٰ رؤوس الخلائق حتی یخیّرهُ مِنْ اَیِّ حُلَلِ الایمان شاء یلبسها. (رواہُ الترمذی والحاکم)

حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے: کہ جس نے قدرت کے باوجود اللہ تعالیٰ کیلئے تواضع و انکساری کرتے ہوئے (قیمتی) لباس نہ پہنا تو قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اسے ساری مخلوق کے سامنے بلا کر فرمائے گا جیسا دل چاہے لباس پہن لے۔

اسی طرح یہ بھی روایت ہے: احذروا الشهرتین الصوف والخز.

(رواہ ابوعبدالرحمٰن السلمی فی سنن الصوفیہ والدیلمی فی مسند الفردوس عن عائشہ رضی اللہ عنہا)

ترجمہ: اونی اور ریشمی دونوں شہرتوں سے بچو۔ (یہ حدیث ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے)

امام ابوحنیفہ کا لباس

حضرت امام الائمہ سراج الامۃ ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی چادر چار سو دینار کی تھی اور فرمایا کرتے تھے کہ احسن لباس پہنا کرو تا کہ لوگ تمہیں حقارت سے نہ دیکھیں۔

ملا علی قاری فرماتے ہیں: آپ (امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا) کا اس فرمان کا مقصد لوگوں سے استغناء حاصل کرنا اور علم کی لوگوں میں عظمت کا اظہار کرنا ہے اور ارباب دنیا کے متکبرین پر بڑائی ظاہر کرنا ظالموں سے بچنا اور ان سے دور رہنا مقصد ہے عام لوگوں پر اپنی عظمت و برتری کا اظہار خصوصاً فقراء وصوفیہ پر بڑائی مطلوب نہیں۔

اعمال کا دارومدار نیت پر ہے

اعمال کا دارومدار نیت پر ہے جیسے حدیث شریف میں ہے:

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِکُمْ وَاَعْمَالِکُمْ بَلْ یَنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِکُمْ وَنِیَّاتِکُمْ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور اعمال کو نہیں دیکھتا بلکہ وہ تمہارے دلوں اور نیات کو ملاحظہ فرماتا ہے۔

نیز فرمایا:

اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ ○ ترجمہ: بے شک اعمال کا مدار نیتوں پر ہے۔

ایک اور مقام پر فرمایا: نِیَّةُ الْمُؤْمِنِ خَيْرٌ مِنْ عَمَلِهٖ ٥ ترجمہ: مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے۔

باریک لباس

''شرح شرعۃ الاسلام'' میں ہمارے بعض جید علمائے کرام سے منقول ہے کہ کھردرا اور پیوند لگا لباس پہننا سنتِ اسلام سے ہے۔

حدیث شریف میں ہے: مَنْ رَقَّ ثَوْبُهٗ رَقَّ دِيْنُهٗ ٥

ترجمہ: جس نے باریک کپڑا پہنا اس نے اپنے دین کو کمزور کیا۔

حکایت فاروقی

منقول ہے کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب کسی کے بدن پر دو پتلے کپڑے دیکھتے تو اسے درّے مارتے اور فرماتے اسے اپنی عورتوں کے لئے چھوڑ دو۔ البتہ جو شخص زاہد نہیں ور زہد وتقویٰ کا التزام نہیں کرتا اور شرع مطہرہ کی رخصتوں پر عمل کرتا ہے اس کے لئے رخصت ہے جیسا کہ عوارف المعارف میں ہے۔

روایت

مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عامر ایک چادر میں ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کے پاس ایسی چادر میں ملبوس ہو کر آئے جس کا دامن حد سے زائد تھا اور ان سے زہد کے بارے سوال کیا تو انہوں نے اعراض کیا اور کوئی جواب نہ دیا۔ حضرت ابن عامر ناراض ہوئے اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے شکایت کی تو انہوں نے

فرمایا ایسے کپڑوں میں حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر زہد کے متعلق سوال کرتے ہو؟

(علماء) کہتے ہیں کہ باریک لباس فساق کا لباس ہے جیسا کہ شرح الخطیب میں ہے۔

علماء کرام ملائم لباس پہن سکتے ہیں

باقی رہا عمدہ و ملائم لباس تو ایسے لوگوں کیلئے مناسب ہے جو کہ اپنے احوال سے واقف ہیں اور اپنی صفاتِ نفس سے مفقود ہیں۔ پس نفس کی خواہشات تو اللہ تعالیٰ حسنِ نیت سے ختم کر دے گا اور حسنِ نیت کی مختلف وجوہ ہیں جن کا ذکر طوالت سے خالی نہیں۔

حضرت شیخ ابوالنجیب سہروردی کا لباس

حضرت شیخ ابوالنجیب سہروردی کا کوئی مخصوص قسم کا لباس نہ تھا۔ کبھی دس دینار کا قیمتی عمامہ ہوتا اور کبھی دانق (دینار کا ٹکڑا) قیمت کا عمامہ پہن لیتے تھے۔

جنید بغدادی کا لباس

(ملا علی قاری فرماتے ہیں) میں نے مشائخ عظام سے سنا کہ حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمۃ بعض اوقات نہایت قیمتی لباس پہنتے آپ سے اس بارے سوال ہوا تو فرمایا لباس پہننے والے کا اعتبار ہوتا ہے نہ کہ خرقہ کا۔

خلاصہ کلام

مبتدی کیلئے ہر شی میں خواہ ماکولات و مشروبات ہوں یا لباس۔ ادنیٰ قسم کا

استعمال کرنا چاہیے اور منتہی چونکہ مقتدا ہوتا ہے لہذا اسے بھی ہلکا قسم استعمال کرنا چاہیے ہاں مستحسن نیت سے اعلیٰ قسم بھی استعمال کرسکتا ہے۔

طیلسان

امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ نے ایک رسالہ لکھا ہے "طی اللسان عن ذم الطیلسان" اس میں بیان ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے اسے استعمال فرمایا ہے۔لیکن بعض علماء نے اسے ضرورت و مجبوری پر محمول کیا ہے جیسا کہ صاحب قاموس نے "صراط مستقیم" میں اسے ذکر کیا ہے۔

آستین کا حکم

ابن قیم نے کہا لمبی اور کھلی آستین رکھنا اور برج کی طرح بڑے بڑے عمامہ سر پر رکھنا یہ رسول اللہ ﷺ نے استعمال کیا اور نہ ہی صحابہ کرام علیہم الرضوان میں سے کسی نے ایسا کیا اور یہ سنت کے خلاف ہے بلکہ اس کے جواز میں نظر ہے کیونکہ یہ تکبر کے طریق سے ہے۔

صاحب مدخل نے کہا ہے کہ صاحب بصیرت پر یہ مخفی نہیں کہ آج کل کے بعض لوگ جو خود کو عالم کہتے ہیں ان کی آستین یا اتنی لمبی چوڑی ہوتی ہیں جس میں مال کا ضیاع پایا جاتا ہے جو کہ حرام ہے کیونکہ اس آستین سے زائد کپڑا دوسرے کے استعمال ہوسکتا ہے۔

امام قسطلانی فرماتے ہیں، لمبی آستین رکھنا ایک نئی اصطلاح بن گئی ہے لوگوں کی ہر قسم کا ایک شعار ہے جس سے وہ پہچانے جاتے ہیں۔اگر تکبر کی بناء پر ہے تو حرام ہے

اور اگر بر سبیل عادت ہے تو اس میں تحریم نہیں جب تک حد ممنوع کو نہ پہنچے۔ (الیٰ آخرہ)

حاصلِ کلام

خلاصہ کلام یہ ہے کہ جو مقدارِ سنت سے زائد ہے وہ مکروہ تحریمہ ہے یا تنزیہہ۔ سنت سنیہ کو ترک کرنے اور نفس امارہ کی موافقت سے کلی اجتناب کرو!

ابن حجر نے شرح اربعین میں بہت عمدہ کلام کیا ہے کہ آستین کی لمبائی اور کشادگی میں علماء کا اختلاف ہے اس کا ماحصل یہ ہے کہ بعض مکروہ اور بعض سنت ہے۔

اس گفتگو سے تجھے معلوم ہو گیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام سے آستین کا دراز کرنا اور کھلا رکھنا ثابت نہیں۔

صواب وحق یہ ہے کہ بعض علماء نے اسے مباح کہا ہے۔

شملہ وعذبہ

عذبہ وشملہ کے متعلق متعدد احادیث وارد ہیں جن میں سے چند درج ذیل ہیں:

۲۰۔ عن عمرو بن حريث قال رأيت النبی ﷺ علی المنبر وعليه عمامة سوداء قد ارخی طرفيها بين كتفيه (مسلم۔ ابوداؤد)

ترجمہ: عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے دیکھا کہ رسول اکرم ﷺ منبر پر جلوہ افروز تھے آپ پر سیاہ عمامہ تھا جس کی دونوں اطراف دونوں کندھوں کے درمیان چھوڑی ہوئی تھیں۔

مسلم شریف کے اکثر نسخوں میں طرفیھا تثنیہ اور بعض میں افراد یعنی طرفھا ہے۔ (ایک شملہ) قاضی عیاض علیہ الرحمۃ نے فرمایا افراد (ایک شملہ رکھنا) ہی درست اور مشہور ہے۔

امام قسطلانی نے کہا کہ مسلم کی ایک روایت میں ہے:

۲۱۔ انہٗ صلی اللہ علیہ وسلم دخل مکۃ بعمامۃ سوداء

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں (فتح مکہ کے وقت) داخل ہوئے تو آپ پر سیاہ عمامہ تھا۔ اس میں سدل کا ذکر نہیں جس سے معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ عذبہ نہیں رکھتے تھے۔

۲۲۔ عن ابن عمر رضی اللّٰہ عنہما قال کان صلی اللہ علیہ وسلم اذا اعتمّ سدل عمامتہ بین کتفیہ قال نافع و کان عمر یفعل ذالک (شمائل ترمذی)

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب عمامہ زیب سر فرماتے تو دو کندھوں کے درمیان اس کی طرف لٹکاتے۔ نافع (تابعی) فرماتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اسی طرح کرتے تھے۔

۲۳۔ عن عبدالرحمن بن عوف رضی اللّٰہ عنہ قال عمّمنی رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم فسدلھا بین یدی ومن خلفی (ابوداؤد)

ترجمہ: حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سر پر عمامہ باندھا اس کی طرف سامنے اور دوسری طرف میرے پیچھے کی جانب چھوڑی۔

۲۴۔ عن عائشۃ انھا قالت عمّم رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم عبدالرحمٰن بن

عوف وارخیٰ اربع اصابع (معجم اوسط میں طبرانی نے اپنے شیخ مقدام بن داؤد سے روایت کیا جو کہ ضعیف راوی ہے-)

ترجمہ: ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں رسول کریم ﷺ نے عبدالرحمٰن بن عوف کے سر پر عمامہ باندھا اور شملہ چار انگلی رکھا-

۲۵- عن ثوبان ان النبی و کان اذا اعتم ارخیٰ عمامته بین یدیه ومن خلفه (طبرانی اوسط)

ترجمہ: حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب عمامہ باندھتے عمامہ کو اپنی اگلی اور پچھلی جانب چھوڑتے -(اس کی سند میں حجاج بن رشیدین ضعیف راوی ہے)

۲۶- عن ابن عمر رضی الله عنهماان النبی ﷺ عمّم عبدالرحمن بن عوف فارسل من خلفه اربع اصابع ونحوها ثم قال هكذا فاعتم فانه اعرب واحسن (اوسط طبرانی واسناده حسن)

ترجمہ: ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے عبدالرحمٰن بن عوف کے سر پر عمامہ باندھا اور اس کی پچھلی طرف چار انگلی کے برابر شملہ چھوڑا پھر فرمایا اسی طرح میں عمامہ باندھتا ہوں اس طرح بہت اچھا لگتا ہے-

اس کی سند حسن ہے اس حدیث میں اس بات کی طرف اشارہ ہے-شملہ رکھنا احسن (زیادہ بہتر) اور بغیر شملہ کے عمامہ حسن (بہتر) ہے لہذا جو بغیر شملہ کے عمامہ کو مکروہ کہتے ہیں ان کی تردید ہو رہی ہے-

۲۷- عن ابی عبدالسلام قال قلت لابن عمر کیف کان رسول الله

ﷺ یعتم قال کان یدیر کور عمامته علی رأسه ویغرزها من ورائه ویرسلها بین کتفیه (طبرانی کبیر)

ترجمہ: ابوعبدالسلام نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا کہ نبی محتشم ﷺ کیسے عمامہ باندھتے تھے فرمایا: عمامہ کے بل سر پر گول کرتے اور اسے پیچھے کی طرف گڑستے تھے اور شملہ دو کندھوں کے درمیان رکھتے -

اس کی سند صحیح کی شرط کے مطابق ہے مگر صرف ابوالسلام اور وہ ثقہ راوی ہے-

۲۸- عن ابی موسیٰ رضی اللّٰہ عنہ ان جبریل نزل علی النبی ﷺ وعمامته سوداء قد ارخیٰ ذوائبها من ورائه (طبرانی کبیر)

ترجمہ: ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ راوی ہیں جبریل امین رسول اکرم ﷺ کے پاس اس طرح آئے کہ انہوں نے عمامہ باندھا ہوا تھا اور اس کا شملہ پیچھے کی طرف تھا-

اس کی سند میں عبداللہ بن عامر ضعیف راوی ہے-

۲۹- عن السائب بن یزید قال رأیت عمر بن الخطاب قد ارخی عمامته من خلفه

ترجمہ: سائب بن یزید فرماتے ہیں میں نے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اس طرح دیکھا کہ آپ کے عمامہ کا شملہ (عذبہ) پیچھے کی جانب چھوڑا ہوا تھا-

اس میں اس کے اختصاص کی طرف اشارہ ہے-

۳۰- عن ابی امامة رضی اللّٰہ عنہ قال کان ﷺ لایولیّ والیاًحیث یعمّم ویرخی لها من جانب الایمن نحو الآذان (طبرانی کبیر)

ترجمہ: ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کسی کو عمامہ باندھے بغیر

والی وگورنر نہ بناتے اور اس کا شملہ دائیں جانب کان کے قریب رکھتے۔

اس میں اس امت کے امراء کی اس طرح کا عمامہ باندھنے میں تخصیص ہے

تاکہ امراء کا امتیاز ہوسکے۔

۳۱۔ عن عبداللہ قال بعث رسول اللہ ﷺ علیاً رضی اللہ عنہ الی خیبر فعمّمه بعمامة سوداء ثم ارسلها من وراءبه اوقال علی کتفیه

(طبرانی کبیر۔اسنادہ حسن)

ترجمہ: حضرت عبداللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خیبر کی طرف روانہ کیا تو ان کے سر پر سیاہ رنگ کا عمامہ باندھا اور عذبہ (شملہ) پیچھے کی جانب چھوڑا، یا فرمایا دو کندھوں پر۔(اس کی اسناد حسن ہے)

۳۲۔ عن عائشة رضی الله عنها انهاقالت عمّم رسول اللہ ﷺ عبدالرحمن بن عوف بفناء بیتی هذا وترک عمامته مثل ورق العشر (کضر و شجر علی مافی القاموس والنهایه) ثم قالت رأیت اکثر الملائکة معتمین هکذا۔(ابن عساکر)

ترجمہ: حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کو میرے اس گھر کے صحن میں عمامہ باندھا اور عمامہ سے درخت کے پتوں کے برابر حصہ چھوڑا۔(شملہ دو پتوں کے برابر) قاموس اور نہائۃ کے مطابق عشر درخت کو کہتے ہیں پھر فرمایا اسی طرح میں نے اکثر فرشتوں کو دیکھا ہے۔

۳۳۔ عن ابن عمر رضی اللہ عنهما قال کان النبی و یعتمّ قال و یدیر

کور العمامة علی رأسه ویغرسها من ورائه ویرخی لها ذوا به بین کتفیه

ترجمہ: ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ عمامہ باندھتے تو سر پر عمامہ کے بل گولائی میں کرتے اور اسے پیچھے سے گڑ رتے اور شملہ دو کندھوں کے مابین ہوتا۔

حضرت وائلہ اور ابن زبیر رضی اللہ عنہم سے بھی یہی مروی ہے وہ دونوں اسی طرح باندھے تھے شملہ دو کندھوں کے درمیان تقریباً ایک گز کا ہوتا تھا۔

بعض حفاظِ حدیث نے فرمایا کہ شملہ کم از کم چہار انگشت کا ہو اور زیادہ سے زیادہ ایک گز ان کے مابین ایک بالشت اور بیٹھنے کی جگہ یا نصف کمر تک درمیانہ قول ہی پسندیدہ اور مرویہ ہے۔

۳۴- عن علی رضی اللہ عنہ قال عممنی رسول اللہ ﷺ یوم غدیر بعمامة فسدلها خلفی فی لفظ - فسد لها طرفها علی منکبی وقال ان اللہ امرنی یوم البدر ویوم الحنین بملائکة معتمین بهذه القمه- وقال ان العمامة حاجزة بین الکفر والایمان وفی لفظ بین المسلمین والمشرکین ٥ (ابن ابی شیبہ- بیہقی وابوداؤد طیالسی)

ترجمہ: حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ غدیر کے دن مجھے رسول اللہ ﷺ نے عمامہ باندھا تو شملہ پیچھے کی طرف چھوڑا۔ (ایک روایت میں) میرے کندھے پر چھوڑا۔

اور فرمایا: اللہ تعالیٰ نے میرے لئے بدر وحنین کے دن فرشتوں کو حکم دیا کہ اس طرح عمامہ باندھیں نیز فرمایا: عمامہ کفر وایمان کے فرق کرنے والا ہے ایک روایت میں ہے: مسلمان اور مشرکین کے درمیان امتیاز کرنے والا ہے۔

۳۵- عن ابن عمر رضی اللّٰہ عنہما علیکم بالعمائم فانہا یسما الملائکۃ وارخلوھا خلف ظھورکم ہ (طبرانی - بیہقی عن عبادہ)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما عمامہ کا التزام کرو کہ وہ فرشتوں کی علامت ہے اور اسے پسِ پشت چھوڑو۔

۳۶- عن عبدالاعلی بن عبدی ان رسول اللہ ﷺ دعیٰ علیا رضی اللّٰہ عنہ فعممہ وارخیٰ عذبۃ العمامۃ من خلفہ ثم قال ھکذا فاعتموا فان العمامۃ یسماء الاسلام وھی حاجزۃ بین المسلمین والمشرکین (دیلمی)

ترجمہ: عبدالاعلی بن عبدی فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو بلاکر ان کے سر پر عمامہ باندھا اور عمامہ کا عذبہ (شملہ) پیچھے چھوڑا فرمایا، اسی طرح عمامہ باندھا کرو کہ یہ اسلام کا شعار ہے اور مشرکین ومسلمانوں کے درمیان فرق کرنے والا ہے۔

۳۷- عن علیّ رضی اللّٰہ عنہ ان النبی و عممہ بیدہ فزنب العمامۃ من وراء ہ ومن بین یدیہ ثم قال لہ النبی ﷺ ادبر فادبر ثم قال لہ اقبل فاقبل ثم اقبل ﷺ علی اصحابہ فقال ھکذا تیجان الملائکۃ ہ (ابن شاذان فی مشیختہ)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے اپنے دستِ رحمت سے ان کے سر پر عمامہ باندھا عذبہ وذنب (شملہ) پیچھے اور آگے رکھا پھر آپ ﷺ نے فرمایا پیچھے منہ کرا نہوں نے پیچھے منہ کرلیا- پھر فرمایا آگے کی طرف منہ کرو تو

انہوں نے آگے کی طرف منہ کیا پھر آپ ﷺ نے صحابہ کرام کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا اسی طرح فرشتوں کے تاج ہیں۔

ایک روایت میں ہے آپ ﷺ کا عمامہ جس کا (لقب) سحاب تھا اسے پہنا اور عذبہ چھوڑا۔

۳۸۔ عن ابن ابی رزین قال شهدت علی ابن ابی طالب یوم عیدمعتماقدارخی عمامته من خلفه٥

ترجمہ: اب ابی رزین نے کہا میں حضرت علی مرتضٰی کرم اللہ وجہہ کو عید کے دن عمامہ پہنے دیکھا اس کے شملہ کو پیچھے چھوڑا ہوا تھا۔

عمامہ کو دونوں اطراف چھوڑنا

اس میں اشارہ ہے کہ دونوں اطراف چھوڑنا اہل امارت کے مناسب ہے۔

ایک طرف چھوڑنا

اور ایک طرف چھوڑنا اہم محافل وتقریبات کے مناسب ولائق ہے یا ائمہ عظام اور خطباء حضرات کے ساتھ مخصوص ہے۔

اور اس سے ماقبل میں سے معلوم ہوتا ہے کہ ملائکہ کا شعار ہے جب وہ رسول اکرم ﷺ کی معاونت کیلئے نازل ہوئے جیسے قرآن مجید میں ہے:

یمددکم ربکم بخمسة آلاف من الملائکة مسوّمین (ای معلمین)

ترجمہ: تمہارا رب علامت والے پانچ ہزار فرشتوں سے تمہاری مدد کرے گا۔

مسوّمین واؤ کا کسرہ اور تشدید اور فتح کے ساتھ (معلمین) علامت والے یعنی عمامہ

پہنے ہوئے۔

عروہ بن زبیر نے کہا وہ معاونت کرنے والے فرشتے ابلق گھوڑوں پر سوار سروں پر زرد رنگ کے عمامے اور اپنے کندھوں پر عمامہ چھوڑے ہوئے تھے۔ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کے مطابق سیاہ عمامے تھے۔ابوہریرہ رضی اللہ کی رعایت کے مطابق سفید عمامہ تھے۔

امام سخاوی نے معجم طبرانی کبیر کے حوالہ سے سندِ حسن کے ساتھ ذکر کیا ہے کہ:

۳۹۔ انہ صلی اللہ علیہ وسلم بعث علیا الی خیبر فعممه سوداء ثم ارسلها من ورائه وقال علی کتفه الایسر

ترجمہ: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی مرتضیٰ کو خیبر روانہ کرتے ہوئے انہیں سیاہ عمامہ پہنایا پھر (اس میں تردد کیا اور کبھی دوسرے قول پر جزم کیا)۔

امام حافظ جلال الدین سیوطی نے مذکورہ بالا احادیث میں سے بعض ذکر کرنے کے بعد فرمایا یہ مجھے مستحضر ہیں کیونکہ احادیث عذبہ میں سے شیخ مجدالدین کا قول ''کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمامہ کا عذبہ تھا'' صحیح ہے اور اسکا قول ''طویلہ'' تو یہ میں نے نہیں دیکھا لیکن ممکن ہے انہوں نے ''دو کندھوں کے درمیان چھوڑنے سے ماخوذ کرلیا ہو۔اور اس کا قول بین کتفیه (دو کندھوں کے درمیان) صحیح ہے جیسے ابھی اوپر مذکور ہوا۔اور اس کا قول ''تارۃ علی کتفه (کبھی ایک کندھے پر) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خود پہننے میں مجھے نہیں ملا البتہ حضرت علی مرتضیٰ اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہما کے پہنانے میں ہے جیسا پہلے مذکور ہوا۔اس کا قول ''مافارق العذبة قط (عذبہ کبھی ترک نہیں کیا) تو یہ مجھے کسی حدیث میں نہیں ملا۔بلکہ صاحب ''الھدیٰ''

نے ذکر کیا کہ آپ ﷺ کے عمامہ کا عذبہ ہوتا اور کبھی نہ ہوتا تھا (انتہی)

ابن حجر نے اس کی اتباع کرتے ہوئے نام لئے بغیر اس پر تشنیع کرتے ہوئے کہا کہ یہ قول مردود ہے۔ میں (ملا علی قاری) کہتا ہوں مجد الدین کی طرف اس قول کو منسوب کرنے میں نظر ہے کیونکہ یہ بات اس کے خلاف ہے جو انہوں نے اپنی کتاب ''الصراط المستقیم'' میں ذکر کیا ہے، وہاں فرمایا کہ:

رسول اللہ ﷺ کے عمامہ کی کیفیات

رسول اللہ ﷺ کبھی دو کندھوں کے درمیان عذبہ رکھتے کبھی عذبہ کے بغیر عمامہ پہنتے کبھی تحنیک فرماتے (تھوڑی کے نیچے سے نکالتے جیسے مجاہدین جہاد میں اور عرب لوگ صحرائی سفر میں باندھ لیتے ہیں) کبھی عمامہ ٹوپی کے بغیر ہوتا اور کبھی ٹوپی پر اور صرف ٹوپی ہی رکھتے۔ البتہ اکثر حالات میں کندھوں کے درمیان عذبہ و شملہ ہوتا تھا (انتہی)

لہذا ان کا قول ''مـافـارقـهـاقـط'' مبالغہ پر محمول ہوگا یا اکثر کو کل کا حکم دیتے ہوئے کہہ دیا جیسے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ''آپ ﷺ پورا شعبان کا مہینہ روزہ رکھتے''۔

امام نووی نے شرح المہذب میں بیان کیا ہے عمامہ کی ایک طرف لٹکانا اور نہ لٹکانا دونوں بلا کراہت جائز ہیں۔

مسئلہ اسبال

کپڑے کے اسبال وارسال کے ترک سے نہی داخل نہیں کیونکہ وہ بوجہ تکبر

حرام ہے اور تکبر کے بغیر مکروہ ہے۔

۴۰۔ عن ابن عمر رضی اللہ عنہما ان النبی ﷺ قال الاسبال فی الازار والقمیص والعمامۃ من جرّ شیأ خیلاء لم ینظر اللہ الیہ یوم القیامۃ (ابوداؤد والنسائی باسناد صحیح)

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا اسبال چادر قمیص عمامہ میں ہے جس نے ان میں سے کسی کو تکبر کی نیت سے دراز کیا تو اس کی طرف اللہ تعالیٰ نظر رحمت نہیں فرمائے گا۔

اگر کوئی شخص شملہ میں رسول اکرم ﷺ کی اقتداء کرتے ہوئے خیال و گمان کرتا ہے کہ میرے دل میں تکبر پیدا ہوگا تو اس سے اعراض و نفس کے معالجہ کے لئے شملہ کو ترک کرتا ہے۔ جب تک تکبر زائل نہیں ہوتا شملہ کو ترک کرنا تو یہ ترک مکروہ نہیں کیونکہ تکبر کا ازالہ کرنا واجب ہے۔ (انتہی)

ابن حجر نے کہا کہ اس طرح ریاء کاری سے بچنے کیلئے کوئی فرض یا نفل چھوڑ دینا لازم آتا ہے جو کہ جائز نہیں (انتہی) اور انہوں نے عجیب بات کہی پھر اسے فرض یا نفل بھی چھوڑ دینا لازم آتا ہے گفتگو واجب و سنت میں نہیں بلکہ کلام ایسی عبادت میں ہے جس کا ترک مکروہ نہ ہو۔

پھر ابن ابوشرف نووی نے اس کا تعاقب کیا کہ ظاہر کلام سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ عذبہ کا ارسال ایسے مباح سے ہے جس کے طرفین (کرنا اور نہ کرنا) مساوی ہیں حالانکہ ایسے نہیں بلکہ ارسال مستحب اور ترک ارسال خلافِ اولیٰ ہے۔ جیسا کہ اسے خطاب نے ذکر کیا۔

لیکن اس میں بحث ہے اس لئے عذبہ کے چھوڑنے اور اس کے ترک کرنے میں کراہت نہیں یہ اس پر مبنی ہے کہ ارسالِ عذبہ کے ترک کی نہی صحیح ہے اور اس بات پر کہ ارسال کے مستحب اور اس کے ترک کے خلافِ اولیٰ کے منافی نہیں ہے۔

جبکہ جید علمائے احناف نے تصریح فرمائی ہے کہ ارسالِ عذبہ مستحب ہے۔

مستحب کی تعریف

وہ کام جو رسول اللہ ﷺ نے کبھی کیا اور کبھی چھوڑا ہو۔

سنت کی تعریف

جس پر رسول اللہ ﷺ نے مواظبت (ہمیشگی) کی ہو اور کبھی کبھی ترک کیا ہو۔

عذبہ کبھی رسول اللہ ﷺ ارسال (چھوڑتے) اور کبھی نہ چھوڑتے یعنی ترک کرتے تھے۔ مہر شاہ کی شرح شمائل میں ہے سنن میں (کتب سنن اربعہ) روایات صحیحہ سے ثابت ہے کہ ''رسول اللہ ﷺ کبھی عذبہ وشملہ دو کندھوں کے درمیان رکھتے اور کبھی بغیر عذبہ کے عمامہ پہنتے'' اس سے معلوم ہوا کہ عذبہ کا ارسال اور ترک دونوں طرح کرنا مسنون ہے۔۔۔ (انتہی)

لیکن عدم ارسال سے ممانعت کسی روایت سے ثابت نہیں اور شیخ عبدالقادر جیلانی حنبلی اپنی کتاب ''غنیۃ الطالبین'' میں عذبہ کے ارسال کے مستحب ہونے اور اقتعاط (عمامہ باندھنا اور ٹھوڑی کے نیچے عمامہ کا کچھ حصہ کرنا) کسی کراھۃ کی تصریح کرنا ہمارے لئے حجت نہیں اور اس کے علاوہ عذبہ کی بعض احادیث کے ظاہر سے

معلوم ہوتا ہے کہ یہ امراء وغیرہ کے ساتھ مختص ہے تاکہ دیگر حضرات سے امتیاز ہو سکے۔

شاید یہی وجہ مناسبت ہو کہ یہ مشائخ مرشدین اور علمائے کاملین کے ساتھ مختص ہے۔ صاحب مدخل مالکی کے کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ ''عمامہ بغیر عذبہ وتحنیک کے بدعت ومکروہ ہے اگر عذبہ وتحنیک دونوں کرے تو اکمل ہے اور اگر عذبہ یا تحنیک ایک رکھے تو کراہت سے خارج ہو گیا۔'' جب رسول اللہ ﷺ سے کبھی کبھی عدم ارسال ثابت ہے تو بدعت کیسے متصور ہو سکتا ہے؟ اور جب عدم ارسال پر ممانعت ونہی موجود نہیں تو عدم ارسال مکروہ کیسے ہو سکتا ہے؟ جبکہ دیگر احادیث میں تحنیک کا ذکر ہی نہیں اور جو ''صاحب قاموس'' نے ذکر کیا ہے وہ دلالت کرتا ہے کہ نادر طور پر آپ نے تحنیک فرمائی ہے۔

لیکن جو صاحب مواہب نے عبدالحق اشبیلی مالکی سے نقل کیا کہ عمامہ کی سنت ہے اس کی ایک طرف کا لٹکا دینا یعنی شملہ رکھنا اور اس کے ساتھ تحنیک کرنا تو ایک طرف ارسال نہ کی اور نہ ہی تحنیک کی تو یہ علمائے مالکیہ کے نزدیک مکروہ ہے پھر کہا وجہ کراہت میں اختلاف ہے، بعض نے سنت کی مخالفت بیان کی اور بعض نے کہا اس طرح شیاطین کے عمامہ ہوتے ہیں۔ (انتہی)

یہ دونوں دلیلیں محل نظر ہیں دوسری دلیل تو ثابت ہی نہیں بلکہ اس کی نفی پر بعض علماء نے رسائل تالیف فرمائے ہیں اور پہلی دلیل (سنت کی مخالفت) جب رسول اللہ ﷺ عدمِ ارسال ثابت ہے تو ترک عذبہ خلاف سنت کیسے ہو سکتا ہے؟

صوفیہ کا لباس نہیں پہننا چاہیے

ابن ابی شریف نے کہا یہاں ''تنبیہ'' ہے کہ عذبہ (شملہ) سادات صوفیہ اور اکابر علماء کا شعار بن گیا ہے تو جب کوئی ان کا شعار پہنے گا تو ظاہر یہی ہوتا ہے دوسروں پر بڑائی ظاہر کرنے کے لئے ہوگا تو اس قصد وارادہ سے وہ گنہگار ہوگا خواہ ارسال کرے یا نہ کرے۔ عذبہ کو لمبا کرے یا نہ۔ (انتہی)

خلاصہ

ان کے کلام کا ماحصل یہ ہے:

(۱) بڑائی وتعاظم کا ارادہ ہی مطلقاً مذموم ہے۔

(۲) بطور علاج ترک ارسال کرنا کے منافی نہیں جس کی وجہ سے یہ ارادہ پیدا ہوا۔

(۳) ریاء سمعہ جو خوبی میسر نہیں اس کی تشہیر کرنا، جھوٹا لباس پہننا اور جو کام نہیں کیا اس پر اپنی تعریف چاہنا وغیرہا اس میں پائی جاتی ہیں۔

شاید یہی وجہ ہو کہ اکثر شہروں میں اکثر علماء اور صلحاء اعلام نے اسے ترک کر دیا ہے امام زرکشی نے کہا غیر صالح شخص کیلئے صالحین کا لباس پہننا حرمت کے لائق ہے کیونکہ اس قسم کا لباس پہننے سے اس کے صالح اور نیک ہونے کا گمان ہوتا ہے جبکہ وہ نیک وصالح نہیں ہے۔

اور اس کی تائید ابن عبدالسلام کے قول سے بھی ہوتی ہے۔ غیر صالح صالحین کا سا لباس پہن سکتا ہے جب فتنہ کا خوف نہ ہو۔ اسی سبب علماء کبار کی ایک جماعت جن میں امام غزالی علیہ الرحمۃ بھی شامل ہیں نے اس پر صراحت کی ہے۔ اگر

کسی کو کوئی چیز خاص صفت کے سبب دی جائے تو اس کا قبول کرنا جائز نہیں سوائے اس کے کہ وہ باطن میں بھی ویسا ہی ہو- (انتہی)

عالم کا جاہل بیٹا علماء والا لباس نہ پہنے

اس کے مجموعہ سے ہم اخذ کر سکتے ہیں کہ وہ شخص جو خود عالم وفقیہہ نہیں اور اس کا باپ یا دادا وغیرہ جید و متبحر عالم دین ہو تو اس کو علماء و فقہاء والا لباس نہیں پہننا چاہیے- (تا کہ لوگ دھوکہ نہ کھائیں۔ مترجم)

عذبہ کا مقام

ابن حجر نے فرمایا عذبہ دو کندھوں کے درمیان اور دائیں جانب ثابت ہے البتہ اول افضل ہے کیونکہ اس کی احادیث صحیح ترین ہیں اور بائیں جانب کا ارسال مسنون نہیں کیونکہ کسی بھی روایت سے ثابت ومروی نہیں، اسی لئے صوفیہ کرام پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ وہ بائیں جانب رکھتے ہیں اس وجہ سے کہ وہ دل کی جانب ہے اور اسے ماسویٰ سے محفوظ رکھیں قطع نظر اس سے کہ یہ کسی روایت سے ثابت ہے یا نہیں- یہ عذر انہیں اس وجہ سے کرنا پڑا کہ ان کو وہ روایت نہیں پہنچی-

میں (ملا علی قاری) حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث جسے طبرانی نے معجم کبیر میں روایت کیا جو امام سخاوی کے حوالہ سے پہلے گزر چکا ہے کہ آپ نے اپنے بائیں پر عذبہ ارسال کیا-

شائد انہوں نے اس بناء پر اس روایت کو اختیار کیا ہو کہ اس میں انہیں ایک نکتہ ظاہر ہوا باوجود اس کے یہ ھئیت ان کے اکثر کے نزدیک غیر معروف ہے اور نہ ہی

ان کی کتب میں موجود ہے۔ہاں ہوسکتا ہے صوفیہ سے مراد بعض صوفیہ ہوں۔

مواہب میں ہے کہ ابن قیم جوزیہ نے اپنی کتاب ''الھدی النبوی'' میں ذکر کیا کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے اس روایت میں ایک عجیب نکتہ بیان کیا ہے

عجیب نکتہ

وہ یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے مدینہ منورہ میں جس رات اللہ تعالیٰ کا خواب میں دیدار کیا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

۴۱۔ یامحمدفیم یختصم الملاء الاعلی قلت لاادری فوضع یدہ بین کتفیّ فعلمت مافی السّمٰوات والارض (الحدیث)(رواہ الترمذی)

ترجمہ: اے محمد ﷺ ملا اعلیٰ کس چیز میں اختلاف کرتے ہیں عرض کیا میں نہیں جانتا تو خداتعالیٰ نے میرے دوکندھوں کے درمیان دست قدرت رکھا جس سے مجھے ہر اس شئ کا علم ہوگیا جو زمین اور آسمان میں ہے۔

امام بخاری سے دریافت کیا گیا کیا یہ حدیث صحیح ہے؟ فرمایا ہاں صحیح ہے۔

ابن تیمیہ وابن قیم کا عقیدہ

تو اس کی صبح آپ ﷺ نے اس (واقعہ) کی وجہ سے دوکندھوں کے درمیان شملہ رکھا۔ابن قیم نے کہا یہ اس علم سے ہے جس کا جہال کی زبانیں انکار کرتی ہیں اور اس کے علاوہ زوائبہ (عذبہ) دوسری جگہ رکھنے سے مجھے یہ فائدہ نظر نہ آیا۔(انتہی)

یہ عبارات ھدی کی عبارت کے علاوہ ہے کہ جس جگہ اللہ تعالیٰ نے اپنا ہاتھ

رکھا صبح کو اس جگہ کے احترام کیلئے اس کے اوپر عذبہ (شملہ) رکھا۔ (انتہی)

لیکن عراقی نے اس کے ذکر کرنے کے بعد فرمایا ہمیں اس کی کوئی اصل نہیں ملی۔ (انتہی) مگر ابن قیم جیسا کہ مذکور ہوا اس کا بھی اعتراف کیا ہے۔

ابن حجر ہیثمی نے کہا عراقی نے شرح شمائل ترمذی میں اس قول پر خوب تشنیع کی ہے ان کے قول کے بعد ابن حجر نے کہا یہ ان کی قبیح رائی اور ضلالت ہے اس لئے کہ یہ مبنی اس پر جس کی طرف مائل ہوئے اور استدلال میں طوالت اختیار کی اور مذہب اہل سنت سے منحرف ہوئے اللہ تعالیٰ کیلئے جہت و جسم ثابت کرنے سے اللہ تعالیٰ ظالموں اور منکروں کے قول سے بلند و بالا ہے اور یہ ان دونوں کے قبائح اور بداعتقادی میں سے ہے جس کے سننے سے کان بہرے ہیں (یعنی تاب سماعت نہیں ہے) اور اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے اور جو شخص ان جیسا عقیدہ رکھے وہ بھی بد بخت ہے اور حضرت سیدنا امام احمد بن حنبل اور دیگر حنبلی مذہب کے بزرگ ایسے قبیح نظریات واعتقادات سے پاک ہیں۔

ملا علی قاری کا ان کی وکالت کرنا

جس نے ''شرح منازل السائرین'' (ابن قیم کی شرح کا نام ''مدارج السالکین'' ہے) کا مطالعہ کیا ہے اس پر عیاں ہے کہ وہ مسلک اہل سنت و جماعت کے حامل تھے اور ان کے اکابرین میں سے ہیں۔

ابن قیم نے شرح مذکورہ میں ذکر کیا ہے کہ یہ کلام شیخ الاسلام حضرت عبداللہ انصاری علیہ الرحمۃ صاحب منازل کا ہے جنکا مقام و مرتبہ اور علمی وجاہت معلوم و

مشہور ہیں ان کی براءت بیان کر رہے ہیں- جو آپ کے دشمن جہمیہ نے تہمت لگائی ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے لئے تشبیہ و تمثیل کے قائل ہیں- جیسا کہ ان کی عادت ہے کہ اہل سنت و جماعت پر لگاتے ہیں اور رافضی ان پر ناصبی ہونے کی- معتزلہ نائب حشویہ کے ہونے کی لگاتے ہیں یہ انہیں رسول اللہ ﷺ کے اعداء و دشمنوں سے ورثہ میں ملی ہے- انہوں نے رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب علیہم الرضوان پر نئی دین ایجاد کرنے کی تہمت لگائی اور اہل سنت کو اپنے نبی ﷺ اور آپ کے اصحاب کے ورثہ سے ملا ہے کہ اہل باطل انہیں بُرے القاب سے یاد کریں-

امام شافعی اور حب آل رسول

اللہ تعالیٰ امام شافعی علیہ الرحمۃ پر رحم کرے کہ جب رفض کی نسبت ان کی طرف کی گئی تو انہوں نے فرمایا:

وان کان رفضاً حب آلِ محمد　　فلیشهد الثقلان انی رافض

اگر محبت آلِ رسول رفض ہے- تو دونوں جہاں گواہ بن جائیں کہ بیشک میں رافضی ہوں-

ابن تیمیہ

شیخ ابو عبد اللہ ابن تیمیہ نے کہا:

ان کان نصباً حبّ صحب محمد　　فلیشهد الثقلان انی ناصبی

صحابہ کرام کی محبت کا نام ناصبی ہونا ہے تو دونوں جہاں گواہ بن جائیں کہ میں ناصبی ہوں-

تیسرے کو اللہ تعالیٰ معاف فرمائے وہ کہتے ہیں:

فان کان تجسیماً ثبوت صفاته　　وتنزیهاً عن کل تاویل مفتر

فانی بحمدالله ربی مجسّمُ هلموا شهودا و املاء کل محضرر

اگر اللہ تعالیٰ کے لئے صفات کا ثابت کرنا اور ہر باطل تاویل سے تنزیہہ کا نا مجسمہ ہونا ہے۔ پس جان لو کہ میرا رب مجسم ہے اس پر گواہ بن جاؤ اور ہر مقام پر لکھ لو۔

اور جو شرح مذکور میں بیان ہوا وہ حسنِ عقیدت پر دلالت کرتا ہے۔

جو منصوص ہوا وہ یہ کہ اسماء وصفات کے نصوص کی حرمت کی حفاظت اخبار کو ان کے ظاہر پر محمول کرنا ہے۔ ان اخبار ان مفہومات پر اعتقاد کرنا جو عوام کے ذہن میں متبادر ہیں۔ اور عوامْ سے جہلا نہیں بلکہ عام امت مراد ہے جیسا کہ امام مالک نے کہا، جب آپ سے دریافت کیا گیا: الرحمٰن علی العرش استوی ٥ رحمٰن نے عرش پر استویٰ فرمایا۔

تو امام مالک نے سرنگوں ہونے کے بعد فرمایا۔ استواء کا معنی معلوم ہے اور کیفیت معلوم نہیں اور اس پر ایمان لانا واجب وضروری ہے اور اس کے متعلق سوال کرنا بدعت ہے۔

اس لفظ کے معنی معلوم اور کیف جس کا معنی بشر کو معلوم نہیں کے درمیان فرق واضح ہے۔ امام مالک کا یہ جواب دیگر جمیع صفات کے مسائل مثلاً سمع۔ بصر۔ علم۔ حیاۃ۔ قدرت۔ ارادہ۔ نزول۔ غضب۔ رحمۃ اور ضحک کے کہ ان کے معانی معلوم ہیں اور کیفیت معلوم نہیں۔ کیونکہ کیفیت کا سمجھنا کیفیت ذات کے علم سے ... جب اس کی ذات وکنہ اور ذات کے کیفیت کا علم ممکن ہی نہیں تو صفات کی کیفیت کیسے معلوم ہو سکتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی کیسے تعریف کی جائے

اس باب میں جو مفید قصہ ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی انسان تعریف کرے جس کے ساتھ اس نے خود اپنی تعریف کی یا اس کے رسول نے کی تعطیل وتحریف کے بغیر اسی طرح کیفیت وتمثیل کے بغیر- بلکہ اللہ تعالیٰ کے لئے اسماء وصفات ثابت کئے جائیں- اور مخلوق سے مشابہت کی اس سے نفی کی جائے، تو اس طرح اثباتِ اسماء و صفات تشبیہ سے پاک اور نفی تعطیل سے منزہ ہوگی-

لہذا جس نے حقیقتِ استواء کی نفی کی وہ معطّل اور استواءِ خالق کو استواءِ مخلوق سے تشبیہ دی تو وہ ممثّل (اللہ کی مثلیث کا قائل) اور جس نے کہا وہ ایسا استواء ہے جس کی مثل کوئی چیز نہیں پس وہ موحِد ومنزّہ ہے- (انتہی)

پس اس کلام سے عیاں ہوگیا کہ ابن قیم وابن تیمیہ کا اعتقاد جمہور سلف کے عین مطابق ہے اور اکثر خلف اہل سنت و جماعت کا معتقد وعقیدہ بھی یہی ہے لہذا دونوں تجسیم کے عقیدہ سے بریٔ ومبرّا ہیں-

شب معراج والے نکتہ کی وضاحت

پس جو انہوں نے حدیث معراج سے نکتہ بیان کیا ہے تو اس کی اربابِ ذوق سلیم کے نزدیک صحیح وجہ وتوجیہہ ہے علاوہ ازیں کہ رؤیا منامیہ سے کوئی رؤیا حاصل ہوا یا ہیأت صوریہ ومعنویہ سے اخذ ہوا ہو-

مجد فیروز آبادی کا قول

علامہ مجد الدین فیروز آبادی نے ''صراط مستقیم'' میں لکھا ہے بعض احادیث میں آیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے جس رات رب العزت جل وعلا کا دیدار کیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے محمد (ﷺ) ملأ اعلیٰ کس چیز میں خصومت کر رہے ہیں تو عرض کیا میں نہیں جانتا تو ربِ کائنات جل وعلا نے میرے دو کندھوں کے درمیان دست قدرت رکھا تو میں نے زمین وآسمان کی ہر چیز کو معلوم کر لیا تو اس صبح کو آپ ﷺ اپنے دو کندھوں کے درمیاں عذبہ رکھا۔

اس میں کوئی شک وشبہ کہ جس نے اسے یاد رکھا وہ حجت ہے اس پر جس نے یاد نہ رکھا۔ سلف صالحین اور ثقہ راویوں کے ساتھ حسنِ ظن رکھنا صفاتِ حمیدہ (اچھی صفات) سے ہے۔ سب تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہیں جس کے کرم کی برکت سے نیکیاں سرانجام پاتی ہیں۔

وللہ الحمد

نوٹ:

الحمد للہ اس رسالہ شریفہ کا ترجمہ ۲۴ رجمادی الاخری ۱۴۱۷ھ کو مکمل ہوا۔ اور تصحیح ونظر ثانی کی تکمیل شعبان ۱۴۳۳ھ بمطابق جولائی 2012 کو ہوئی۔

تخریج آیات

۱. قل ان کنتم تحبون الله . آل عمران: ۳۱

۲. لقد کان لکم فی رسول الله. الاحزاب: ۲۱

۳. خذوازینتکم عند کل مسجد.......... الخ الاعراف: ۳۱

۴. یمددکم ربکم بخمسة آلاف من الملٰئکة مسوّمین

آل عمران: ۱۲۵

۵. الرحمن علی العرش استویٰ .... الخ طٰہٰ: ۵

۶: اطیعوا الله و اطیعوا الرسول محمد: ۳۳

تخريج الاحاديث

۱- طبراني كبير : ۱۹۳/۳ (بيروت) حاكم في المستدرك: ج ٤ ص ۱۹۳ ط دکن هند (رقم الحديث ٤)

۲- شعب الايمان للبهقي: ١٧٦/٥ رقم ٦٢٦١ طبع مكة المكرمة: كنــز العمال: رقم ٤١١٣٨، (رقم الحديث ٥)

۳- شعب الايمان: ١٧٦/٥ كامل لابن عدي: ٦/ ٣٠٨٢، كشف الخفاء: ٧٢١٢، موسوعة اطراف الحديث ٨/٢١ — ط بيروت ، (رقم الحديث:٦)

٤- كنــز العمال: رقم:٤١١٤٥، موسوعة اطراف الحديث:١٣٧/٣، (رقم الحديث:٧)

٥- الديلمي، عن يزيد بن ركانه، رقم:٧٥٦٩ طبع مكة المكرمة- (رقم الحديث:٨)

٦- سنن ابي داؤد: اللباس، رقم: ٣٥٥٦،

ترمذي: اللباس، رقم: ١٧٠٦- (رقم الحديث:٩)

٧- كنـــز العمال: رقم: ٤١١٤٦ عن معاذ – الرامهرمزي في الامثال- (١٠)

٨- مسند الفردوس للديلمي، رقم: ٣٢٣٣ عن جابر ، الجامع الصغير (٢/٢٤) (١١)

٩- الجامع الصغير: ٤٨/٢، المصنوع في معرفة الحديث الموضوع ص:١١٨ طبع حلب، مختصر مقاصد الحسنة، ص ١٤٧، طبع بيروت- (١٢)

١٠- كشف الخفاء: ٢/ ٧٣ (١٣)

١١- الديلمي عن ابي الدرداء، رقم ٥٢٩، مجمع الزوائد، ١٧٦/٢، الجامع الصغير ٧٣/١(١٤)

١٢- الديلمي عن ابن عباس، رقم: ٤٢٤٧، الجامع الصغير، ٧٠/٢ (١٥)

١٣- الديلمي عن ابن عباس، رقم: ٤٢٤٧ (١٦)

١٤- الديلمي رقم ٤٢٤٦، شعب الايمان، ٥/

١٧٦، كشف الخفاء للعجلوني: ٧٢/٢ طبع بيروت- (١٧)

١٥- كامل لابن عدي: ٦/ ٣٠٨٢، كشف الخفاء: ٧٢١٢- (١٨)

١٦- اخلاق النبي لابي الشيخ : (ص : ١٠٤) الجامع الصغير: (٢١٢٠)-- مجمع الزوائد، (٥/١٢١) كنــــز العمال: (١٨٢٨٤) جمع الوسائل: (١٦٦)- ط مصر (١٩)

١٧- الحاوي للفتاوى: (٣٠٣/١)، المصنوع لعلي القاري ص ٥٦- العمامة الصماء: التي لا عذبة لها- (٢٠)

١٨- مسلم، الحج رقم: ١٣٥٩، ابو داؤد: اللباس رقم: ٤٥٧٦، النسائي في الزينة وابن ماجه في الامامة واللباس، رقم: ٣٥٨٤- (٢١)

١٩- ابو داؤد، ٤/ ٥١ رقم: ٤٠٦١، النسائي، الزينة رقم: ٥٣٢٥ عن سمرة، ابن ماجة: اللباس: رقم : ٣٥٦٦- (٢٢)

-٢٠ شرح للنووي: صحيح مسلم: ٤٣٩/١، الحج – طبع كراتشي- (٢٣)

-٢١ الآية: الاعراف: ٣١ (٢٤)

-٢٢ كامل لابن عدي: ٢٤٠/١، الجامع الصغير: ٧٣/١ (٢٥)

-٢٣ ترمذي: اللباس: (٣٥٨/١) ط- كراتشي (٢٦)

-٢٤ شعب الايمان عن ابن عمر: (١٧٥/٥) الدار قطني: اخلاق النبي: ص: ١٠٣(٢٧)

-٢٥ تذكرة الموضوعات: ص ١٥٩ طبع حيدر آباد هند- تنـــزيه الشريعة: (٢٧٨/٢) (٢٨)

-٢٦ صحيح مسلم: الايمان: ١٤٧، شرح السنة: ١٦٥/١٣، مستدرك: ٢٦/١ فتح الباري: ٢٦٠/١٠(٢٩)

-٢٧ كشف الغمة للشعراني: (١٠٧/١) ط بيروت- موسوعة اطراف: (١٩٦/٣) بيروت، ترمذي: الآداب (١٠٧/٢) الجامع الصغير: ٦٩/١ (٣٠)

٢٨- مسند احمد: رقم: ١٤٣٢١ مسند باقي المكثرين: سنن ابي داؤد: (٤/٥١ رقم: ٤٠٦٢، سنن النسائي: الزينة: ٥١٤١(٣١)

٢٩- الترمذي: الأدب: رقم (٢٧٤٤)، شعب الإيمان: ٥/١٦٢(٣٢)

٣٠- الترمذي: صفة القيامة: رقم: (٢٤٠٥)، شعب الايمان: ٥/١٥٠(٣٣)

٣١- مسند الفردوس: رقم: ٢٥٨، ط مكة المكرمة، الجامع الصغير: (١/١٢) (٣٤)

٣٢- مسلم في البر والصلة: بلفظ: ان الله لا ينظر الى صوركم واموالكم ولكن ينظر الى قلوبكم واعمالكم- رقم: ٤٦٥١- ابن ماجه في الزهد: رقم ٤١٣٣ عن أبي هريرة، (ب) متفق عليه- (ج) شعب الايمان: ٥/٣٤٣- طبراني في الكبير: ٦/ ٢٢٨، مختصر مقاصد: ص:(٢٣٦) الجامع الصغير: (٢/١٨٨)- البدر المنير: رقم: ٣٠٨٩ (٣٥)

٣٣- ليس بحديث، لعل هذا قول من اقوال الصوفية- والله اعلم- انظر! عوارف المعارف: ص: ٢١٠ ط بيروت عين العلم مع شرحه زين الحلم لعلي القاري-(٣٦)

٣٤- عوارف المعارف: ص: ٢١٠(٣٧)

٣٥- صراط المستقيم: (شرح سفر السعادت) ص (٤٣٠-٤٣١) طبع سندهـ (٣٨)

٣٦- صحيح مسلم: الحج: (٤٣٩/٢) ط كراتشي- سنن ابي داؤد: ٥٤/٤ رقم: ٤٠٧٧- ط مكة، الترمذي في الشمائل: ص ٨(٣٩)

٣٧- ترمذي في الشمائل: ص٨ — اشرف الوسائل: ص ١٧٢ رقم: ١١٢ ط مكة، شعب الايمان: ١٧٣١٥ ,:رقم: ٦٢٥١- مكة المكرمة-(٤٠)

٣٨- سنن ابي داؤد: اللباس: ٥٥/٤ رقم: ٤٠٧٩، ط رياض، شعب الايمان: ١٧٤/٥ رقم: ٦٢٥٣ مسند ابي يعلى: ١٦٠/٢ رقم: ٨٤٩(٤١)

-٣٩ مجمع الزوائد: اللباس: (١٢٠/٥) ط بيروت(٤٢)

الصغير: ١١٤/٢-الحاوي للفتاوى: ٣٠٣/١

-٤٠ مجمع الزوائد: اللباس: (١٢٠/٥) ط بيروت(٤٣)

-٤١ مجمع الزوائد: اللباس: (١٢٠/٥) شعب الايمان: ١٧٤/٥ رقم: ٦٢٥٤(٤٤)

-٤٢ مجمع الزوائد: اللباس: (١٢٠/٥) شعب الايمان: ١٧٤/٥رقم: ٦٢٥٢، كتاب المجروحين: ١٥٣/٣- (٤٥)

-٤٣ مجمع الزوائد: اللباس: (١٢٠/٥) بلفظ: قد ارخى ذوائبه)-(٤٦)

-٤٤ شعب الايمان: ١٧٤/٥- الحاوي للفتاوى: ٣٥٣/١-(٤٧)

-٤٥ مجمع الزوائد: اللباس: (١٢٠/٥) الحاوى للفتاوى. ٣٠٣/١ ط فيصل آباد- الباكستان(٤٨)

-٤٦ مجمع الزوائد: اللباس: (١٢٠/٥) الجامع قال الهيثمي: رواه الطبراني في الاوسط عن شيخه مقدام بن داؤد وهو ضعيف(٤٩)

-٤٧ مجمع الزوائد: اللباس: (١٢٠/٥) [illegible]

لابن عساكر: ٨١/٢٢، الحاوى للفتاوى: ٣٠٣/١(٥٠)

٤٨- مجمع الزوائد: اللباس: (١٢٠/٥) شعب الايمان: ١٧٤/٥ رقم: ٦٢٥٤ ، كتاب المجروحين: ١٥٣/٣)، شعب: ١٧٥/٥- عن مسلم بن زياد قال: اربعة من اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم، انس بن مالك وفضالة بن عبيد وأبا المنيب وفروخ بن يسار ... خوف العمائم من خلفهم وثيابهم الى الكعبين- (شعب الايمان: ١٧٦/٥) — (ابن ابي شيبة: ٣٠٧٢٠)(٥١)

٤٩- مسند الطيالسي: رقم: ١٥٤- جامع الأحاديث والمراسيل: ٢٤١/٧ رقم: ٥٢٧٢ - كامل لابن عدي: ١٤٩٠/٤-(٥٢)

٥٠- شعب الايمان: ١٧٦/٥ عن عبادة- الجامع الصغير: ٦٤/٣(٥٣)

٥١- مسند الفردوس للديلمي: رقم: ٤٢٣٠ عن علي -(٥٤)

٥٢- شيخة ابن شاذان الصغرى: ص: ٦٨ رقم: ٣٦ ط بيروت، دار ابن حزم (١٤٢٢- ٢٠٠١ء) اشرف الوسائل: ص: ١٦٩ طبع

مكة المكرمة- اخلاق النبي ﷺ: ص: ١٠٣(٥٥)

٥٣- شعب الايمان: د/١٧٤(٥٦)

٥٤- القرآن: آل عمران: ١٢٥- الاية-(٥٧)

٥٥- ابن عساكر، تاريخ دمشق: ٣٥٤/١٨- البدر المنير: ص: ٢٣٣ رقم: ١٦٧٠ ط • بيروت، كنز العمال: رقم: ٣٣٨٩٥(٥٨)

٥٦- البخارى: الصوم: رقم: ١٨٣٣: المسلم: الصيام: ٣٦٥/١ ط كراتشي، ابو داؤد: الصوم: رقم: ٢٠٧٩- ابن ماجه: الصيام: ١٦٣٨، احمد: باقى مسند الانصار: رقم: ٢٤١٥٣، مالك: الصيام: ٦٦- دارمى: الصوم: رقم ١٦٧٦(٥٩)

٥٧- سنن ابي داؤد: اللباس: ١٥٧/٤ رقم: ١٤٠٧٥، النسائى: الزينة: ص: ٧٥٤ رقم ٥٣٣٦ ط رياض(٦٠)

٥٨- الترمذي : تفسير القرآن: رقم: ٣١٥٨، مسند احمد: مسند الانصار: رقم: ٢١٠٩٣-(٦١)

٥٩- اشرف الوسائل الى فهم الشمائل: ص: ١٧٢ طبع مكة المكرمة(٦٢)

٦٠- القرآن: طه: ٥ الاية-(٦٣)

فہرس الاحادیث

خُذُوا زِينَتَكُمْ عِندَ كُلِّ مَسْجِدٍ (الاعراف نمبر ۳۱)

ہر نماز کے وقت زینت اختیار کرو

فضائلِ دستار

مصنف: ابوالاسفار علامہ علی محمد البلخی

مترجم: علامہ محمد شہزاد مجددی سیفی

دارالاخلاص، لاہور

بسمہ تعالیٰ

عنوان	فضائلِ دستار
مؤلف	ابوالاسفار علامہ علی محمد البلخی
مترجم	علامہ محمد شہزاد مجددی سیفی
کل صفحات	80/
تاریخ طباعت	شعبان المعظم ۱۴۳۳ھ جولائی ۲۰۱۲ء

اہتمام: دارالاخلاص ریلوے روڈ لاہور

042-37234068

Email:msmujaddidi@yahoo.com

دارالاخلاص ۴۹۔ ریلوے روڈ، لاہور، پاکستان

مقدمہ مترجم

اللہ رب العزت کے پاک نام سے جس نے بدر و حنین میں اہل ایمان کی امداد کے لئے ملائکہ کا نزول فرمایا جنہوں نے سروں پر عمامے باندھے ہوئے تھے اور کروڑوں درود وسلام اس ذات بابرکات (شاہ کون ومکاں) ﷺ پر کہ جس نے اپنے عظمت و بلندی والے سر پر عمامے کا عزت والا تاج سجا کر اپنے امتیوں کو بھی اسے اختیار کرنے کا حکم ارشاد فرمایا۔

برادران اسلام! قوم کوئی بھی ہو جب اپنے اسلاف اور بزرگوں کے طریقے کو ترک کردے تو اپنا تشخص کھو دیا کرتی ہے۔ آج امت مسلمہ بھی کچھ ایسے ہی حالات سے دوچار ہے۔ دور حاضر کے مسلمانوں نے مغربی تہذیب کے دامن میں کافی عرصہ سکون و اطمینان کی تلاش کی مگر ناکام ہو گئے، کیونکہ جو تہذیب خود بے چینی اور بے یقینی کے سمندر میں غوطے کھا رہی ہو۔ وہ کسی دوسرے کو اپنے سائے میں پناہ کیسے دے سکتی ہے۔۔۔؟ ہم نے خود ہی اپنی حقیقت سے منہ موڑ کر خوابوں کی دنیا میں بسنے کا ارادہ کر لیا اور شیطان لعین کے چنگل میں پھنس کر یہود و نصاریٰ کے طرز زندگی کو اپنا مقصد حیات بنا لیا۔

افسوس! کہ ہم نے رہبر کائنات شمع ہدایت، صاحب صراط مستقیم رحمت عالم محمد عربی مکی مدنی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دامن اقدس پر اپنی گرفت مضبوط نہ رکھی۔ اس فخر آدم بنی آدم کے شفقتوں بھرے سائے کو چھوڑ کر تپتی دھوپ میں بیٹھنا افضل سمجھا۔ مکے اور مدینے سے حقیقی محبت کرنے کے بجائے ہم نے امریکہ لندن اور اٹلی کی طرف دیکھنا

شروع کر دیا۔

اے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امتیو! آؤ اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری پیاری اور نیاری سنت "عمامہ" اپنائیں کہ ہمارے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مبارک ہے کہ:

"عمامہ باندھو اس سے تمہارا حلم (قوت برداشت) بڑھے گا" (حاکم وطبرانی)

عمامہ یعنی سروں پر ٹوپیوں کے گرد پگڑی باندھنا مسلمانوں کی نشانی ہے اور اس کی اہمیت وفضائل کے ضمن میں بے شمار احادیث وارد ہوئی ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دوسری بے شمار سنتوں کی طرح یہ عظیم الشان سنت بھی مظلوم ہے اور حالت یہ ہے کہ جہاں کچھ احباب لاعلمی، جھجک یا خوف معاشرہ کی وجہ سے اس پر عمل نہیں کرتے وہیں کچھ خود ساختہ اور نام نہاد اہل مذہب اسے سنت تسلیم کرنے سے بھی انکار کرتے ہیں حالانکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ عمامہ باندھا کرتے تھے۔ تمام صحابہ کرام تابعین تبع تابعین اور علماء حق واولیاء کاملین آج تک اس سنت پر عمل پیرا ہیں واللّٰہُ یھدی من یشاء○

حدیث پاک میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:

"عمامہ کے ساتھ دو رکعت بغیر عمامہ کے ستر (۷۰) رکعتوں سے افضل ہے۔"

(مسند الفردوس - الجامع الصغیر (۲/۲۰)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عمامہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا:

"فرشتوں کے تاج ایسے ہوتے ہیں۔" (ابن شاذان)

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنے والوں کے لئے لازم ہے کہ وہ آپ کی اتباع بھی دل و جان سے کریں کیونکہ محبت کی دلیل اطاعت ہوتی ہے۔ اگر کوئی دعویٰ محبت کرے لیکن اطاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے منہ پھیرے تو اس کی محبت کامل نہیں

ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے۔

''جس نے میری سنت سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔'' (مشکوٰۃ شریف)

محشر میں چاہے جو بھی شفاعت رسول کی
اپنائے بصد شوق وہ سنت رسول کی
کرتا ہے دعویٰ عشق شہ دوسرا کا جو
زندہ کرے ضرور وہ سنت رسول کی

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو اپنے نبی کی اطاعت اور اتباع کا بارہا حکم دیا ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اطاعت کا تقاضا یہ ہے کہ آپ کی سنت کو اپنایا جائے۔

عمامہ کی تاکید

حضرت عبادہ بن صامتؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم پر عمامے لازمی ہیں اس لئے کہ عمامے فرشتوں کی نشانی ہے اور عمامے کا شملہ اپنی پشتوں کے پیچھے لٹکاؤ۔ (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۳۷۷)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پگڑی باندھ کر دو رکعت نماز ادا کرنا بغیر عمامہ ستر رکعت ادا کرنے سے بہتر ہے۔

(الجامع الصغیر جلد ۲ صفحہ ۲۰)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عمامے کے ساتھ نفلی یا فرضی نماز پچیس بلا عمامے کی نمازوں کے برابر ہے۔ ایک جمعہ عمامہ باندھ کر پڑھنا ایسے ستر جمعوں کے برابر ہے جو بلا عمامہ پڑھے جائیں۔ (کنز العمال ۸/۱۸)

ان احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ جن مسجدوں میں ائمہ صرف ٹوپی سے جماعت کراتے ہیں وہ اپنے ہر مقتدی کو ستر نمازوں کے ثواب سے محروم رکھتے ہیں اور اتنے نمازیوں کوثواب سے محروم رکھنے کا گناہ امام کے ذمہ ہے۔ لہٰذا ہر امام کے لئے خصوصاً لازمی ہے کہ پگڑی اور ٹوپی دونوں پہنے تا کہ گنہگار نہ ہو۔ (مقیاس الصلوٰۃ:

نوٹ: یادر ہے کہ ٹوپی پر چھوٹا سارومال باندھنا بدعت ہے۔

ٹوپی پر عمامہ فطرت انسانی

حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت فطرت انسانی پر قائم رہے گی۔ جب تک ٹوپیوں پر عمامے باندھتے رہیں گے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمامہ کبھی ترک نہ فرمایا۔ (کنز العمال جلد ۸ صفحہ ۱۹)

حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ عمامہ باندھتے رہے اور اپنے عمامے کے شملے کو دونوں کندھوں کے درمیان لٹکاتے۔ (طبقات ابن سعد ۱/ ۴۵۵/ ۴۵۶)

مومن اور مشرک کے درمیان فرق

حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ٹوپی پر عمامے باندھنا ہمارے اور مشرکین کے درمیان امتیازی علامت ہے قیامت کے دن عمامے کے ہر پیچ کے بدلے جو وہ اپنے سر پر پھیرتا ہے نور دیا جائے گا۔ (کنز العمال ۸/ ۱۸)

حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمارے اور مشرکوں کے درمیان فرق ٹوپیوں پر عمامے باندھنا ہے یعنی مشرکین صرف ٹوپی پہنتے ہیں یا بغیر ٹوپی کے صرف پگڑی باندھتے ہیں اور مسلمان ٹوپی پر پگڑی (یعنی دونوں)

باندھتے ہیں۔ (سنن ابی داؤد : جلد۲صفحہ۲۰۹طبع کراچی)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ خیبر کے روز حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلایا تو آپ کب عمامہ بندھایا اور عمامے کے شملوں کو ان کے پیچھے لٹکایا، پھر فرمایا ایسے عمامہ باندھو اس لئے کہ عمامے باندھنا فرشتوں کی علامت ہے اور عمامہ باندھنا مسلمین اور مشرکین کے درمیان امتیازی علامت ہے۔ (زرقانی ۱۰/۵)

بے شک اللہ تعالیٰ نے بدر و حنین کے دن ملائکہ سے میری مدد فرمائی یہ فرشتے عمامے باندھے ہوئے تھے بے شک کفر و ایمان کے درمیان فرق کرنے والا عمامہ ہے۔
(کنز العمال ۱۸/۸)

صحابہ کرام اور عمامے

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر تشریف لائے اور آپ کے ساتھ ابو بکر و عمر رضوان اللہ اجمعین تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کو عمامے باندھے اور لباس پہنایا۔
(طبقات ابن سعد ۲/ ۳۸)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو عمامہ باندھایا اور ان کے عمامے سے عشر ورق کی مثل لٹکایا، پھر فرمایا میں نے فرشتوں کو عمامے باندھے ہوئے دیکھا۔ (خصائص کبریٰ ۲/۲۰۹)

دیدار الٰہی سے محروم

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو لوگ اپنی چادروں کے نیچے نماز میں سر پر عمامہ نہیں باندھتے اللہ تعالیٰ کے دیدار سے محروم رہیں گے۔ (کنز العمال ۱۱۰/۴)

حضرت عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے دن اس حال میں خطبہ دیا کہ آپ (کے سر) پر سیاہ عمامہ تھا۔ جس کے دونوں کنارے آپ نے دونوں کندھوں کے نیچے لٹکائے تھے۔ (مشکوٰۃ باب خطبۃ الجمعہ، مسلم)

ان تمام احادیث مبارکہ سے عمامہ شریف کی اہمیت عظمت اور فضیلت کے ساتھ ساتھ یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ عمامہ سنت متواترہ دائمہ ہے یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عمامہ شریف ہمیشہ باندھا ہے۔ اس لئے امت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی لازمی ہے کہ وہ اس عظیم سنت کو زندہ کریں اور اس کو مضبوطی سے تھام لیں۔ حدیث پاک میں ارشاد ہے۔ جس نے فساد امت کے دور میں میری سنت کو مضبوطی سے پکڑا اس کے لیے سو شہیدوں کا ثواب ہے۔ (مشکوٰۃ)

سنت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

سنّت اس کام کو کہتے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اکثر اوقات کیا اور کبھی کبھی اسے ترک فرمایا ہو چنانچہ فتاویٰ شامی میں ہے:

"ان النبی صلی الله تعالیٰ علیه و آله وسلم واظب علیها حتی صارت عادة له و لم یترکها الا احیانا" (فتاویٰ شامی: ج: ۱ صفحہ: ۱۰۳)

یعنی سنت وہ کام ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ کیا ہو حتیٰ کہ وہ آپ کی عادت کریمہ ہو گیا ہو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے نہ چھوڑا ہو مگر کبھی کبھی۔

بدعت کیا ہے

اہل علم حضرات جانتے ہیں کہ جس کی اصل نہ سنت میں ہو اور نہ شریعت میں وہ "بدعت" کہلاتی ہے، لہٰذا کسی گروہ کا سبز عمامہ کو دینی و مذہبی اعتبار سے اپنی علامت و پہچان بنانا جیسے آج کل کچھ لوگ بنائے پھر رہے ہیں بدعت و ناجائز ہے۔ کیونکہ سنت و شریعت میں

اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔

امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

واما العلامة الخضراء فلا اصل لها و انما حدثت سنة ثلاث و سبعين و سبعماة بامر الملك شعبان ابن حسن (الفتاوی الحديثيه ص:۱۶۸)

کہ شریفوں کے لیے سبز پگڑی کی علامت کی کوئی بنیاد نہیں یہ سبز پگڑی کی بدعت بادشاہ شعبان بن حسن کے حکم سے ۷۷۳ھ میں نکالی گئی ہے۔

یہاں سے واضح ہو گیا ہے کہ سبز پگڑی کو بطور خاص علامت ٹھہرا کر استعمال کرنا بدعت ہے جو ۷۷۳ھ میں ایک بادشاہ کے حکم سے پیدا کی گئی ہے لہٰذا ہمیں سبز پگڑی کو اجتماعی طور پر استعمال نہیں کرنا چاہیے کیونکہ یہ عمل بدعت ہے اور ایک بادشاہ سے منسوب ہے۔

امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

هل يلبسون العلامة الخضراء؟ والجواب ان هذه العلامة ليس لها اصل في الشرع ولا في السنة ولا كانت في الزمن القديم و انما حدثت

(الحاوی للفتاوی ج ۲ صفحہ ۳۳)

کیا شریف لوگوں کو سبز پگڑی اپنی علامت کے طور پر پہننا چاہیے؟ جواب یہ ہے کہ سبز پگڑی کی علامت شریعت اور سنت میں کوئی اصل نہیں اور نہ ہی زمانہ قدیم میں تھی اور سبز پگڑی کی علامت ۷۷۳ھ میں بادشاہ اشرف بن شعبان کے حکم سے وجود میں آئی۔

سبز عمامہ کی سنت اور شریعت میں کوئی اصل نہیں

اہل سنت کے مورخین و محدثین وعلماء نے واضح لکھا ہے کہ یہ عمامہ اشراف کے

لئے سنت سے ثابت نہیں ہے اور نہ اس کی کوئی اصل ہے۔ چنانچہ امام محمد بن جعفر کتانی علیہ الرحمۃ ''الدعامۃ'' میں لکھتے ہیں:

ان هـذا العمامة الخضراء ليس لها اصل فى الشرع ولا فى السنة ولا كـانـت فـى الزمن القديم و انما حدثت سنة ثلاث و سبعين و سبعماته بامر الاشراف شعبان حسن (امام الکتانی: الدعامۃ صفحہ ۹۵)

سبز پگڑی کی کوئی اصل نہیں نہ شریعت میں اور نہ ہی سنت میں اور نہ زمانہ قدیم میں تھی یہ سبز پگڑی کی علامت ۷۷۳ھ میں بادشاہ اشرف بن شعبان بن حسن کے حکم سے معرض وجود میں آئی۔

یعنی اشراف حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل (سادات) کے لئے سبز پگڑی کی علامت کی شریعت میں کوئی اصل نہیں اور نہ ہی زمانہ قدیم میں شریفوں کے لئے علامت کے طور پر اس کا کوئی وجود نظر آتا ہے۔ اس کا شریفوں (سادات) کے لئے علامت قرار پانا بدعت ہے جو بادشاہ اشرف، شعبان بن حسن کے حکم سے بنائی گئی۔ سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''السفينة القادريه'' کی شرح میں سید العلماء محمد المنلا فرماتے ہیں۔

واعـلـم ان تـعـليم الاشراف بالعمامة الخضراء ليس لها اصل فى الشـرع ولا فـى الـسـنة ولا كـانـت فـى زمان القديم و انما حدثت فى سنة ثلاث و سبعين و سبعماته وامر الملک الاشرف شعبان بن حسين

(شرح سفینہ قادریہ: ۳۹)

معلوم ہوا کہ اشراف کو سبز عمامہ باندھنے کی تلقین کرنا بدعت ہے اس کی کوئی اصل نہیں ہے نہ شریعت میں اور نہ ہی سنت میں اور نہ ہی یہ سبز پگڑی کی علامت زمانہ قدیم میں تھی بلکہ یہ بدعت تو بادشاہ اشرف شعبان بن حسین کے حکم سے معرض وجود میں آئی۔

یہ کس قدر افسوس کی بات ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے تو سبز وغیرہ رنگ کے مقابلہ میں سفید عمامہ کو ترجیح دینے کا حکم دیا مگر ہمارے مہربان مولانا محمد الیاس قادری صاحب اوران کے پیروکار دعوت اسلامی والے بھائی لوگوں سے سفید عمامہ چھڑا کر انہیں سبز عمامے بندھواتے پھر رہے ہیں حالانکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ عشق ومحبت کا تقاضا تو یہ تھا کہ وہ لوگوں کو اس رنگ کے عمامہ کے باندھنے کی ترغیب دیتے جس کے باندھنے کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ترجیح دینے کا حکم فرمایا مگر یہ مہربان ایک طرف سے تو محبت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا دعویٰ فرماتے ہیں اور دوسری طرف سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کے برعکس بھی کر رہے ہیں۔

امام علی بن سلطان القاری مکی علیہ الرحمۃ

امام علی بن سلطان القاری مکی علیہ الرحمۃ متوفی ۱۰۱۴ھ اپنی مشہور کتاب مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں:

ای ثوب تکبر و تفاخر وتجبرا وما یتخذہ المتز ھدلیشھر نفسہ بالزّھد او ما یشعر بہ المتسید من علامۃ السیادۃ کالثوب الاخضراو ما یلبسہ المتفقھۃ من لیس الفقھاء والحال انہ من جملۃ السفھاء (ج:۴ ص:۴۳۰)

یعنی جس نے تکبر وفخر وجابرانہ انداز کالباس پہنا اپنے آپ کو زہد و نیکی سے مشہور ومعروف کرنے کے لئے کوئی مخصوص لباس اختیار کیا یا اپنی بزرگی کی نمائش کے لئے سبز رنگ کا کپڑا اپنی علامت ٹھہرالیا یا عالم دین نہ تھا مگر علماء کی وضع قطع اختیار کی تو ایسے شخص یا ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ذلت کالباس پہنائے گا یعنی وہ قیامت کے دن ذلیل و رسوا ہوگا۔

سیاہ عمامہ

سبز عمامہ کے مقابلہ میں سیاہ کی احادیث و روایات اس قدر بہ کثرت ہیں اور صحابہ و تابعین وائمہ مجتہدین کا اس قدر بکثرت سیاہ عمامہ باندھنا ثابت ہے کہ یہ کہنا بجا ہوگا کہ سفید عمامہ کے بعد سیاہ عمامہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم وصحابہ تابعین اور ائمہ مجتہدین واولیاء کرام کو زیادہ محبوب تھا یہاں تک کہ سیاہ عمامہ کا استعمال اہل اسلام کی علامت بن گیا۔

لہٰذا اس عبارت سے معلوم ہوا کہ ہمیشہ کے لئے سبز یا کسی رنگ کی پگڑی اپنے لئے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے مخصوص کرنا مجوس کا طریقہ ہے لہٰذا مسلمان کو چاہئے کہ وہ کسی بھی رنگ کو استعمال کرے جائز ہے مگر اس بات کا خیال رکھے کہ اس رنگ کو اپنے لئے ہمیشہ کے لئے مخصوص نہ کرے کیونکہ یہ مجوسیوں کا طریقہ ہے بلکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سنت پر عمل کرتے ہوئے ہمیشہ عمامہ اور دیگر لباس سفید پہنے اور کبھی کبھی مختلف قسم کے رنگ دار بھی استعمال کرے جیسے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کرتے تھے کہ اکثر سفید اور کبھی سیاہ اور کبھی زعفرانی اور کبھی پیلا بھی استعمال کرے۔

اے مسلمان بھائیو!

غور کرو سرور دو عالم نور مجسم علیہ التحیۃ والثناء کا فرمان ہے کہ جو میری سنت پر عمل نہ کرے وہ مجھ سے نہیں۔ (ابن ماجہ)

اور مزید ارشاد فرمایا:

جو کسی قوم کی نقل کرے گا وہ انہیں میں سے ہے۔ (بخاری و مسلم)

یعنی اگر کفار اور مشرکین کی نقل کرتا ہے تو وہ انہیں میں سے ہے۔ اب نقل خواہ

وضع قطع میں ہو لباس میں ہو یا عمل میں اسی زمرے میں آئے گی۔ اور جو خوش نصیب دو عالم کے تاجدار محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ کی سند والے صحابہ کرام کی نقل کرے تو یقیناً وہ بھی انہیں میں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام امت مسلمہ کو سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سنتوں کو بصد شوق اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

اے کائنات کے خالق و مالک

تارکین سنت کو دامن سنت مضبوط تھامنے کی توفیق دے اور عاملین کو استقامت ابدی عطا فرما۔ (آمین)

وما علینا الا البلاغ ○

فضائل دستار شریف

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کی ہیں جس نے مردوں کو عماموں اور داڑھیوں کے ساتھ زینت بخشی اور درود و سلام پیغمبر گرامی پر جنہیں تمام مخلوقات کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا اور آپ کی پرہیزگار اولاد اور پاکیزہ ساتھیوں کے ساتھ ساتھ ہر اس پیروکار پر جس نے آپ کی مشابہت اختیار کی اور ہدایت پر عمل کیا۔

قارئین گرامی قدر! مسائل عمامہ سے متعلق جو رسالہ آپ کے پیش نظر ہے اسے خاص طور پر ارشادات رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی میں مرتب کیا گیا ہے۔ اس مجموعہ احادیث کے مطالعہ سے آپ پر واضح ہوگا کہ لباس شرعی اور مسنون میں کتنی برکات وخصوصیات پوشیدہ ہیں اور اس وضع اسلامی سے آپ کی نماز پر کتنے اچھے اثرات پڑتے ہیں، اور یہ بھی کہ یہ انداز کفر و اسلام کے درمیان کس قدر فرق کرنے والا ہے۔

بہ مصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر باُو نرسیدی تمام بولہبی ست

(علامہ محمد اقبال)

اپنی ذات کو بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچاؤ کہ وہی سارا دین ہیں اگر تم ان تک نہ پہنچے تو سب کچھ بولہبی ہے۔

اس دور میں جبکہ فتنہ وفساد روز بروز بڑھ رہا ہے، حسب ارشاد پیغمبر اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایک سنت کو زندہ کرنا سو شہیدوں کا ثواب رکھتا ہے۔

ایک مسلمان کے لئے لازم ہے کہ حتی المقدور خود کو زیور سنت سے آراستہ کرے

تا کہ اس نعمت عظمٰی کے فیوضات سے محروم نہ رہ جائے۔

تفسیر مدارک میں آیہ کریمہ:

الرِّجالُ قوّامُونَ علی النِّساءِ○ ''مرد عورتوں کے افسر ہیں۔'' (سورۃ النساء:۳۴)

کے تحت شرعی مسلمان مرد جو اس آیت کا مصداق ہے کی تعریف یوں کی گئی ہے:

وهُمْ اصحاب اللحیٰ و العمائم ۔ یعنی مرد وہ ہیں جو صاحبانِ ریش وعمامہ ہیں

اے اللہ! ہمیں اتباع سنت نبوی کی توفیق عطا فرما اور روز قیامت ہمیں رسوا نہ کرنا۔ آمین۔

حدیث نمبر ا

ابن عمر روایت کرتے ہیں:

ترجمہ: کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب عمامہ باندھتے تو اس کا شملہ دونوں کندھوں کے درمیان چھوڑتے تھے۔ (ترمذی مشکوٰۃ، کتاب اللباس)

حدیث نمبر ۲

عبدالرحمٰن ابن عوفؓ سے روایت کرتے ہیں، فرماتے ہیں:

ترجمہ: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے عمامہ باندھا تو اس کا ایک شملہ میری اگلی اور ایک پچھلی طرف کو چھوڑا۔ (ابوداؤد، مشکوٰۃ، ص:۳۷۴)

شرح: اس روایت اور دوسری احادیث سے جو شرح مشکوٰۃ یعنی مرقاۃ میں منقول ہیں یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ شملہ آگے اور پیچھے چھوڑنا جائز ہے۔ شملہ بائیں طرف چھوڑنا بدعت ہے۔۔۔ (شرح سفر السعادت، ص:۴۳۰)

دوسری بات جو اس حدیث پاک سے معلوم ہوتی ہے کہ فارغ التحصیل ہونے والے طلبہ کو اس خاص موقعہ پر پگڑی باندھنا جائز اور ثابت ہے۔

حدیث نمبر ۳

حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ترجمہ: ہمارے اور مشرکوں کے درمیان فرق ٹوپیوں پر عمامے باندھنا ہے۔

(ابوداؤد، ج: ۲ ص: ۲۰۹، ترمذی، مشکوٰۃ، کنز العمال)

حدیث نمبر ۴

ترجمہ: دو رکعت نماز عمامہ باندھ کر ادا کرنا، بغیر عمامہ ستر رکعت ادا کرنے سے بہتر ہے۔

اس حدیث کو امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے جامع الصغیر میں حضرت جابرؓ کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ (کنز العمال، فیض القدیر، شرح سفر السعادت)

وضاحت: عربی میں ستر کا عدد کثرت کے اظہار کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

حدیث نمبر ۵

ترجمہ: نماز فرض یا نفل جو با عمامہ ادا کی جائے، بغیر دستار ادا کی جانے والی پچیس نمازوں سے زیادہ ثواب رکھتی ہے اور ایک نماز جمعہ دستار کے ساتھ بغیر دستار ستر نمازوں کے برابر ثواب رکھتی ہے۔ (کنز العمال، ص: ۳۰۶ ج: ۱۵)

یہ حدیث جامع الصغیر سیوطی میں براویت ابن عمرؓ اشارہ (صح) جو صحیح حدیث کی علامت ہے، کے ساتھ (۵۱۰۱) نمبر پر موجود ہے۔ مرقات شرح مشکوٰۃ مطبوعہ مصر میں بطور حدیث مرفوع مذکور ہے۔ بنیادی طور پر اس حدیث کو ابن عساکر اور دیلمی نے روایت کیا ہے۔

فیض القدیر کی عبارت جو مقاصد حسنہ سخاوی سے منقول ہے وضاحت ہوتی ہے کہ موضوع روایت دیلمی کی ہے نہ کہ ابن عساکر کی۔ ابن عساکر کے الفاظ یہی ہے۔

صلوة بعمة تعدل خمساً و عشرين و صلوة و جمعة بعمامة تعدل سبعين جمعة

(مقاصد حسنہ، ص:۱۷۲)

ملا علی قاریؒ نے مرقاۃ (۴۲۷، ج:۴) میں اس روایت کو بطور حدیث مرفوع متعارف کروایا ہے۔ اس کے بعد موضوعات کبیر وغیرہ میں روایت دیلمی عن ابن عمر کو جس کے الفاظ پہلے بحوالہ مقاصد حسنہ منقول ہوئے، امام سخاوی صاحب نے مقاصد حسنہ کے اوپر انحصار کرتے ہوئے موضوع کہا ہے۔ دوسری جگہ روایت ابن عساکر ابن عمر سے جسے ہم نے متن قرار دیا ہے یوں صرف نظر کرتے ہیں: "میں کہتا ہوں روایت ابن عمر کو امام سیوطی نے بحوالہ ابن عساکر جامع الصغیر میں نقل کیا ہے اور اسے موضوع نہیں کہا۔

دوسری طرف خود ہی ملا علی القاری نے اس روایت کو بطور حدیث مرفوع متعارف کروایا ہے۔ (مرقات، ص: ۴۲۷ ج: ۴) محمد صباغ جو الفاظ کی اس تفریق سے بے خبر رہے، موضوعات ملا علی قاری کے حواشی میں، امام سخاویؒ پر انحصار کرتے ہوئے اس کی وضعیت کو ترجیح دیتے ہیں جبکہ تمام محققین علماء امام سخاوی سے عجلونی تک روایت دیلمی ہی کی موضعیت کے قائل ہیں۔

بایں ہمہ حدیث چہارم جو اس رسالہ میں مذکور ہے "کہ دو رکعت عمامہ کے ساتھ ادا کرنا ستر رکعت بغیر عمامہ کے برابر ہے۔ پچیس کے عدد پر حاوی ہے یعنی ستر میں پچیس کا ثواب شامل ہو جاتا ہے۔

حدیث نمبر ۶

ترجمہ: ٹوپی پر عمامہ باندھنا ہمارے اور مشرکوں کے درمیان امتیاز ہے۔ قیامت کے دن عمامہ کے ہر پیچ کے بدلہ میں جو صاحب عمامہ اپنے سر پر دیتا ہے ایک نور عطا کیا جائے گا۔
(اسے الباوردی نے حضرت رکانہؓ سے روایت کیا ہے۔)

رجوع فرمائیں: (مرقاۃ، ص: ۴۲۷ ج: ۴ مطبوعہ: مصر۔ فیض القدیر: ۳۹۲ ج ۴/ شرح سفر السعادت، جامع الصغیر، کنز العمال، ص: ۳۰۵؛ ج: ۱۵)

حدیث نمبر ۷

ترجمہ: تم پر عمامے باندھنا لازم ہیں، کیونکہ یہ ملائکہ کی خصوصیت ہے اور ان کے شملے اپنی پشتوں پر چھوڑو۔ (طبرانی، البیہقی فی شعب الایمان)

جنگ بدر میں مسلمانوں کی امداد کے لیے پانچ ہزار فرشتے شملہ دار عمامے باندھ کر نازل ہوئے جیسا کہ قرآن پاک میں ہے:

یُمۡدِدۡکُمۡ رَبُّکُمۡ بِخَمۡسَۃِ آلَافٍ مِّنَ الۡمَلَائِکَۃِ مُسَوِّمِیۡنَ ۝ (آل عمران: ۱۲۹)

ترجمہ۔ بدر کے دن تمہارے رب نے پانچ ہزار عمامے والے فرشتوں کے ذریعے تمہاری امداد فرمائی۔ (فیض القدیر، جامع الصغیر، کنز العمال، ص: ۳۰۶ ج: ۱۵)

حدیث نمبر ۸

اس حدیث کے راویوں سے ایک جمیع بن ثوب بحیثیت متروک مشہور ہے اور حدیث نمبر ۲ سے پتہ چلتا ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دوسروں کو بھی عمامہ باندھا ہے اور حدیث نمبر ۹ میں اس کی مزید تفصیل و تائید ہے۔

حدیث نمبر ۹

حضرت عبداللہ ابن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا کہ:

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو سیاہ عمامہ باندھ کر خیبر کی طرف روانہ کیا اور عمامہ کا شملہ اگلی طرف یا کندھے پر چھوڑا۔

(الحاوی، ص: ۳۰۳ ج: ۱)

حدیث نمبر ۱۰

ترجمہ: حضرت عمرو ابن حریث رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت رتے ہیں: انہوں نے بتایا کہ میں نے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو منبر شریف پر خطبہ پڑھتے دیکھا اور آپ کے سر اقدس پر سیاہ عمامہ شریف تھا جس کے دو شملے آپ نے کندھوں کے درمیان چھوڑ رکھے تھے۔ (ابوداؤد، ص:۲۰۷ ج: ۲)

تشریح: ملا علی قاری، شرح شمائل ترمذی (ص:۲۰۵ ج:۱) میں قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ شرح صحیح مسلم کے حوالہ سے رقم طراز ہیں کہ اگرچہ لفظ "طرفیھا" مسلم کے اکثر نسخوں میں بصورت تثنیہ دیکھنے کو ملتا ہے لیکن حضرت قاضی عیاض "میں" واحد کو درست کلمہ سمجھتے ہیں۔ یہ قول حدیث نمبر ۹ کے مطابق بھی درست معلوم ہوتا ہے کہ اس میں کلمہ تثنیہ استعمال نہیں کیا گیا ہے۔

حدیث نمبر ۱۱

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم فتح مکہ کے سال حرم شریف میں داخل ہوئے تو آپ کے سر اقدس پہ سیاہ دستار تھی۔

(ابوداود ص:۲۰۷ ج:۲)

دیگر حوالہ جات فارسی متن میں شامل ہیں

حدیث نمبر ۱۲

ترجمہ: "عمامے عربوں کا تاج ہیں، جب عرب دستار باندھنا چھوڑ دیں گے تو اپنے عزت ووقار سے ہاتھ دھو بیٹھیں گے۔" یعنی دستار عربوں کے لئے بمنزلہ تاج شاہی ہے اس حدیث کو دیلمی نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

رجوع فرمائیں: مرقاۃ، جامع الصغیر، فیض القدیر وغیرہ۔ اس حدیث کو قضاعی نے کچھ اضافے سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے جو من وعن کنز العمال (ص: ۳۰۵ ج: ۱۵) میں بھی موجود ہے۔

حدیث نمبر ۱۳

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ جمعہ کے عماموں والوں پر رحمت کی نظر فرماتا ہے اور اس کے فرشتے ان کے لئے بخشش کی دعا کرتے ہیں۔

اس حدیث کو امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے جامع الصغیر میں بحوالہ طبرانی حضرت ابوداؤد رضی اللہ عنہ کی روایت سے نقل کیا ہے اور ساتھ ہی اس روایت کے ضعف کا اشارہ دیا ہے، البتہ ابن جوزی جو شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے فرمان کے مطابق احادیث کو موضوع کہنے میں جلد بازی اور بے باکی سے کام لیتے ہیں، حدیث صلوٰۃ التسبیح کی طرح اس حدیث کو بھی موضوع قرار دیتے ہیں۔ واللہ اعلم

حدیث نمبر ۱۴

ترجمہ: عمامہ باندھو اس سے تمہارا حلم بڑھے گا۔

یعنی دستار باندھنے سے آدمی میں نرمی اور درگزر کا جذبہ بڑھتا ہے۔

(کنز العمال، مستدرک حاکم براویت عبداللہ ابن عباس)

حدیث نمبر ۱۵

ترجمہ: عمامے باندھ کر پہلی امتوں یعنی یہود و نصاریٰ کی مخالفت کرو۔

(کنز العمال، بروایت خالد بن معدان) کنز العمال میں یہ روایت بطور مرسل منقول ہے۔

حدیث نمبر ۱۶

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ نے بدر و حنین میں اس قسم کے عمامے والے فرشتوں سے میری مدد فرمائی، اور عمامہ کفر و ایمان کے درمیان امتیازی علامت ہے۔۔۔

(کنز العمال بروایت حضرت علیؓ)

حدیث نمبر ۱۷

ترجمہ: عمامے مومنوں کا وقار اور عربوں کی عزت ہیں۔ پس جب عرب عمامہ اتار دیں گے ان کی عزت ختم ہو جائے گی۔ (کنز العمال براویت عمران بن حصین)

حدیث نمبر ۱۸

ترجمہ: میری اُمت جب تک ٹوپیوں پر عمامے باندھتی رہے گی، دین فطرت پر قائم رہے گی، یعنی حکمت، دیانت اور دانائی کے ساتھ رہے گی۔ (کنز العمال بروایت دیلمی عن رکانہ)

حدیث نمبر ۱۹

ترجمہ: حضرت سیدنا عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا:

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب عمامہ شرف باندھتے تو اس کا شملہ دونوں کندھوں کے درمیان چھوڑتے تھے۔ (شمائل ترمذی وشرح ملا علی قاری) ملا علی قاری فرماتے ہیں واضح طور پر معلوم نہیں کہ کس طرف شملہ چھوڑتے تھے۔

حدیث نمبر ۲۰

ترجمہ: حضرت عروۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انہوں نے کہا:

جنگ بدر کے دن حضرت جبرائیل علیہ السلام سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ کی صورت

میں نازل ہوئے اور انہوں نے زرد دستار باندھ رکھی تھی۔

وضاحت: امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے الحاوی میں فرمایا ہے کہ یہ حدیث مرسل اور صحیح الاسناد ہے دوسرے اس حدیث کا مضمون حدیث نمبر ١٦ کی تائید کرتا ہے البتہ اعتجار اس حدیث میں بمعنی لپٹنے کے آیا ہے نہ کہ مطابق بہ اصطلاح فقہاء۔ (الحاوی للفتاوی جلد: ١)

چند معروضات

ان احادیث کا مطالعہ کرتے ہوئے اس اندیشے کے گزرنے کا امکان بھی ہے کہ ان میں سے بعض روایات ضعیف ہیں اور ضعیف روایت پر عمل پیرا ہونے کی ایسی کون سی ضرورت ہے؟ تو اس سلسلہ میں گزارش ہے کہ ہم ان احادیث سے حدود وقصاص کے احکام ثابت نہیں کر رہے بلکہ مقصود فضائل عمامہ ودستار کو احادیث کی روشنی میں بیان کرتے ہوئے اس کی قدر و قیمت کا احساس دلانا ہے۔ علاوہ ازیں مسلمانوں کا مغربی تہذیب وتمدن سے اثر پذیر ہونا اور غیر اسلامی رسوم کو اچھی نظر سے دیکھتے ہوئے ان کو اختیار کرنا بھی لائق تشویش ہے اور یہ ہمارا دینی فریضہ بھی ہے کہ ہم اس پیغام اتباع سنت کو دوسروں تک پہنچا کر اپنے رب کی بارگاہ میں جواب دہی سے بری ہوکر اجر وثواب کی امید رکھیں۔

اشعار

ای تہی از شوق و ذوق و سوز و درد
می شناسی عصر ما با ما چہ کرد

اے ذوق وشوق اور سوز ودرد کی دولت سے محروم انسان، جانتا ہے کہ ہمارے زمانے نے ہمارے ساتھ کیا کیا۔

عصر ما مارا ز ما بیگانہ کرد
وز جمال مصطفیٰ بیگانہ کرد

ہمارے عہد نے ہمیں غافل کر دیا، بلکہ جمال مصطفیٰ کی رنگینوں سے نا آشنا کر دیا۔

سوز او تا از میان سینہ رفت
جوہر آئینہ از آئینہ رفت

جس سے سوز مصطفوی سینوں سے نکلا ہے، آئینے کی چمک دمک غائب ہوگئی ہے۔

باطن ایں عصر را نہ شناختی
مود بازی کردی خود را باختی

اصول حدیث سے واقفیت رکھنے والے اہل علم حضرات بخوبی جانتے ہیں کہ اکابر محدثین کے نزدیک فضائل اعمال میں ضعیف حدیث پر عمل کرنا جائز و درست ہے بلکہ کثرت طرق کے باعث ضعیف حدیث حسن کے درجہ تک پہنچ جاتی ہے۔ محدث شہیر علامہ عبدالرؤف مناوی رحمۃ اللہ علیہ شرح شمائل ترمذی کے باب "ماجاء فی عمامه" کے شروع میں لکھتے ہیں ان میں سے اکثر روایات کا ضعف، کثرت طرق سے تقویت پکڑ جاتا ہے یعنی ایک سند سے دوسری کو قوت ملتی ہے اوران میں سے اکثر کو جو موضوع کہا گیا ہے یہ بے احتیاطی پر مبنی ہے۔

راقم (مرتب) یہ دعویٰ نہیں رکھتا کہ فضائل دستار کے بارے میں وارد تمام احادیث کو بتمام وکمال میں نے اس صحیفہ میں جمع کر دیا ہے۔

وما علینا الا البلاغ○

تکمیل ترجمہ: ۱۶ ذی الحجہ ۱۴۱۹ھ

بمطابق ۴ اپریل ۱۹۹۹ء اتوار سات بجے شام

ضمیمہ

عمامہ کے متفرق مسائل

بے شک نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے سیاہ عمامہ باندھا اور اس کا شملہ دونوں کندھوں کے درمیان چھوڑا۔

دستار میں سنت یہ ہے کہ مکمل طور پر سفید ہو (بغیر کوئی اور رنگ ملائے) آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی دستار مبارک اکثر اوقات سفید، کبھی کبھار سیاہ اور شاذ و نادر سبز ہوتی تھی۔ بعض کہتے ہیں کہ میدان جنگ اور جہاد میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سر مبارک پر سیاہ عمامہ ہوتا تھا اور بعض کہتے ہیں کہ خود (ہیلمٹ نما لوہے کا سر بند) پہننے کے سبب سفید دستار سیاہی مائل لگتی تھی۔ لیکن یہ ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی کبھار سیاہ رنگ کی دستار استعمال فرمائی ہے۔

سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جو دستار مبارک گھر میں استعمال فرماتے تھے اس کی لمبائی سات یا آٹھ گز بیان کی گئی ہے۔ نماز پنجگانہ میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی دستار شریف بارہ گز عیدین و جمعہ میں چودہ گز اور غزوہ و جہاد میں پندرہ گز تک ہوتی تھی۔ علمائے متاخرین کے نزدیک حاکم وقت، قاضی، مفتی، فقیہ، غازی اسلام اور مشائخ طریقت کا اکتیس گز لمبی دستار باندھنا ان کے مقام و منصب اور وقار و تمکنت کی رو سے جائز ہے۔

عمامہ باندھنے میں سنت یہ ہے کہ عمامہ نہ تو زیادہ لمبائی میں ہو اور نہ زیادہ چوڑائی

میں اور اس کی چوڑائی نصف گز ہو۔ اس سے کچھ کم یا کچھ زیادہ ہو تو مضائقہ نہیں۔ دستار کی کم از کم لمبائی سات گز ہے اور اس گز سے مراد چوبیس انگشت یا چھ قبضے (مشت) ہے۔ سنت طریقہ یوں ہے کہ عمامہ قبلہ رو کھڑے ہو کر باوضو باندھا جائے اور کھولتے وقت پورا اتارنے کی بجائے ایک ایک بند (بل) کر کے کھولا جانا چاہیے، باندھنے کے بعد آئینے یا پانی میں دیکھ کر درست کرے اور شملہ چھوڑے۔ شملہ میں اختلاف ہے۔ اکثر اوقات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پشت کی جانب شملہ چھوڑتے اور کبھی کبھار دائیں جانب جبکہ بائیں جانب چھوڑنا بدعت ہے۔

شملہ کی کم از کم مقدار چار انگل (انگشت) اور زیادہ سے زیادہ ایک ہاتھ (ایک گز شرعی) ہے۔ شملہ کا نصف کمر سے نیچے تک بدعت ہے۔ صرف نماز کے وقت شملہ (اہتماماً) چھوڑنا بھی سنت کے مطابق نہیں ہے۔ شملہ کا چھوڑنا مستحب اور سنن زوائد میں سے ہے اور اسے ترک کرنا گناہ نہیں اور اگر چھوڑا جائے تو بے حد اجر و ثواب اور فضیلت کا باعث ہے۔

روضۃ العلماء میں ہے:

ترجمہ: ''عمامہ کا شملہ پشت پر چھوڑنا مستحب ہے'' شملہ سنت موکدہ نہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کبھی شملہ چھوڑتے تھے کبھی نہیں۔ فقہاء کرام شملہ چھوڑنے کو سنت موکدہ سمجھتے ہیں اور اس بارے میں بہت دلائل و براہین پیش کرتے ہیں۔ بعض لوگ بائیں جانب شملہ چھوڑتے ہیں حالانکہ اس پر کوئی معتبر اور مضبوط سند نہیں ہے اگرچہ کچھ دلائل اس حوالے سے لکھے گئے ہیں۔ علمائے متاخرین اپنے زمانے کے کم فہم اور جاہل لوگوں کے طنز و تمسخر کے باعث سوائے پنج وقتہ نمازوں کے شملہ نہیں چھوڑتے۔

اور ''فتاویٰ حجتہ'' اور ''جامع'' میں ہے۔

ترجمہ: شملہ کا ترک کرنا گناہ ہے اور دو رکعت شملہ کے ساتھ ستر رکعت بغیر شملہ ادا کرنے

سے بہتر ہے مقدار شملہ کی چھ مختلف نوعیتیں ہیں۔قاضی کے لیے پینتیس انگشت، خطیب کے لیے اکیس انگشت، عالم کے لیے ستائیس انگشت، طالب علم کے لیے سترہ انگشت، صوفی کے لیے سات انگشت اور عام شخص کے لیے چار انگشت ہے۔عمامہ بیٹھ کر نہیں باندھنا چاہئے اور شلوار یا تہبند کھڑے ہو کر نہیں پہننی چاہئے۔روایت میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

جس نے عمامہ بیٹھ کر باندھا اور شلوار کھڑے ہو کر پہنی وہ ایسے مرض میں مبتلا ہوگا جس کی کوئی دوا نہیں۔

اور اگر معذور ہو تو (عمامہ بیٹھ کر اور شلوار کھڑے ہو کر پہننا) جائز ہے۔

''کلاہ مبارک یعنی ٹوپی کا تذکرہ''

ٹوپی (کلاہ) کی دو قسمیں ہیں ایک لاطیہ دوسری ناشزہ ''لاطیہ'' اسے کہتے ہیں جو سر کے ساتھ ملی ہوئی ہو اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے استعمال فرمایا ہے۔ناشزہ اس ٹوپی کو کہتے ہیں جو سر سے نہ ملی ہو بلکہ اوپر کی طرف اٹھی ہوئی ہو۔حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کبھی کبھار اسے استعمال فرمایا ہے۔بعض مشائخ سر پر اسی طرح باندھتے ہیں اور یہ جائز ہے۔

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ٹوپی مبارک لاطیہ تھی جسے آپ عمامہ کے نیچے استعمال فرماتے اور کبھی بغیر لاطیہ کے (ناشزہ پر) باندھتے تھے۔آپ کے عمامہ باندھنے کا انداز گولائی میں گنبد نما ہوتا تھا۔عرب کے علماء و شرفاء اسی طریقہ سے باندھتے ہیں۔

(ماخوذ: کشف الالتباس فی استحباب اللباس شیخ محقق علیہ الرحمۃ)

''سرکار سے الفت کا ہے اظہار عمامہ''

کس طرح نہ ہو منبعِ انوار عمامہ
پہنے ہوئے ہیں سیّدِ ابرار عمامہ

ثابت ہے روایاتِ صحیحہ سے یہ دعویٰ
ہے تاجِ نبی سنّتِ سرکار عمامہ

شملے کی ہر اک تار میں رقصاں ہیں ستارے
اللہ رے زیبا و ضیاء بار عمامہ

ہے جس میں جڑا ختمِ نبوت کا نگینہ
سرکار کے سر پر ہے وہ شہکار عمامہ

تھی بدر میں دستار فرشتوں کے سروں پر
باندھے ہوئے آئے تھے مددگار عمامہ

ایمان کا اظہار ہے سرکار کی الفت
سرکار سے الفت کا ہے اظہار عمامہ

شہزاد یہ سرکارِ مدینہ کا کرم ہے
باندھے ہوئے ہے مجھ سا گنہگار عمامہ

نگارش: شہزاد مجددی